دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماھنامہ

نقوش اسلام

VOL.No.10 | جون/ جولائی ۲۰۱۵ء (June.July2015) رمضان/شوال ۱۴۳۶ھ | Issue.No.4,5

مجلس سرپرستان

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری
عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبد القیوم رائے پوری
پیر طریقت حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی

مجلس مشاورت

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی
مولانا حسن مرچی، مولانا محمد عامر صدیقی ندوی
مولانا محمد احمد صالح جی، الحاج موسیٰ اسماعیل درسوت
مولانا حافظ محمد ایوب، مولانا محمد زکریا پٹیل
مولانا یحییٰ بام، مولانا رشید احمد ندوی، مولانا محمد منذر ندوی

مجلس ادارت

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی ❁ مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری ❁ مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

چیف ایڈیٹر	مدیر انتظامی	مدیر معاون
محمد مسعود عزیزی ندوی	حافظ عبد الستار عزیزی	ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

NUQOOSH-E- ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.247129
(U.P)INDIA.Cell.09719831058
E.mail : nuqooshe_islam@yahoo.co.in
masood_azizinadwi@yahoo.co.in
www. nuqoosheislam.com , www. mifiin.org
ماہنامہ "نقوش اسلام" مظفر آباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے

فی شمارہ ۲۰/روپے
سالانہ ۲۴۰/روپے
خصوصی ۵۰۰۰/روپے
ایشیائی، یورپی افریقی وامریکی ممالک کے لیے ۵۰/ڈالر

رسالہ کے جملہ امور سے متعلق اس نمبر پر رابطہ کریں: 09719639955

Markazu Ihyail Fikril Islami , A/C No. 30416183580,S.B.I
Monthly Nuqoosh-e-Islam, A/C No. 30557882360,S.B.I

منیجر توسیع واشاعت: قاری محمد صالحین
09675335910/09813806392

PRINTED, PUBLISHED AND OWNED: MD FURQAN
PRINTEDAT LUXMI PRINTING PRESS SAHARANPUR
EDITOR: MD FURQAN

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ		۳
حسن اخلاق ایک قیمتی جوہر ہے	محمد مسعود عزیزی ندوی	
دعوت دین		۶
قیامت کے دن کافر......ہوں گے	حضرت مولانا خرم علی بلہوریؒ	
تذکیر		۹
میراث کی تقسیم فرض ہے	مولانا امتیاز احمد ندوی	
غوروفکر		۱۱
بدلے ہوئے حالات......کردار	مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی	
رہنمائے طلباء		۱۸
طلبہ تحریک کے ادارے	ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی بھٹکل	
تجزیہ		۲۱
مخیّرین اور سفراء حضرات سے ایک گزارش	حمید اللہ قاسمی کبیر نگری	
سفرنامہ		۲۳
راجستھان وہماچل کے دو عظیم......حاضری	محمد مسعود عزیزی ندوی	
جائزہ		۲۵
باتیں صلیبی کمانڈر رلوئس نہم کی	مولانا فتح محمد ندوی، دہلی	
اصلاح معاشرہ		۲۸
قرض دینے اور لینے کے مسائل	مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری	
تبصرے		۳۳
نئی کتابوں پر تبصرہ	محمد مسعود عزیزی ندوی	
تعارف		۳۴
تعارف مرکز احیاء الفکر الاسلامی	ادارہ	

ماہنامہ ”نقوش اسلام“ کے لئے شرح اشتہار

ٹائٹل صفحہ آخر رنگین	(فل سائز)	۳۰۰۰
// // اول اندرونی	// //	۲۵۰۰
// // آخر اندرونی	// //	۲۰۰۰
صفحہ اندرونی	(فل سائز)	۱۰۰۰
آدھا صفحہ اندرونی		۶۰۰
$\frac{1}{4}$ صفحہ //		۴۰۰

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اسی رسالہ کے ساتھ آپ کی سالانہ مدت خریداری پوری ہو رہی ہے، لہٰذا آئندہ کے لیے جلد ہی زرتعاون مبلغ ۲۴۰/روپئے ارسال فرمائیں، تاکہ رسالہ کو جاری رکھا جاسکے۔ (ادارہ)

نوٹ: شائع شدہ مضامین سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں، ہر قسم کی چارہ جوئی کا حق صرف عدالت سہارنپور کو ہی ہوگا۔

پرنٹر پبلیشر: محمد فرقان نے لکشمی آفسیٹ پریس سہارنپور میں طبع کرا کے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفر آباد سے شائع کیا

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر: مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور، یوپی (الھند)

اداریہ

حسن اخلاق ایک قیمتی جوہر ہے

محمد مسعود عزیزی ندوی

اچھے اخلاق انسانی زندگی کی ضرورت اوراس کے اچھے برے ہونے کے لئے ایک تھرمامیٹر کی حیثیت رکھتے ہیں، جیسے جسمانی خوبصورتی ہوتی ہے، ایسے ہی روحانی خوبصورتی بھی ہوتی ہے، جس طرح کوئی آدمی اپنے جسم کے کسی عضو میں کمی بیشی کی بنا پر خوبصورت نہیں ہوسکتا، اسی طرح روحانی طور پر بھی کوئی آدمی جس کے اخلاق، جس کا چال چلن، جس کے افکار وکردار صحیح نہ ہوں، وہ خوب سیرت نہیں ہوسکتا، انسانی جسم کے اعضاء سے جسم میں حسن اور خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اوراس کے مجسمہ کے کردار سے اس کی روحانیت میں خوبصورتی اور خوب سیرتی پیدا ہوتی ہے، اگرچہ جسمانی خوبصورتی بری چیز نہیں، مگر دراصل مطلوب خوب سیرتی ہے، جس کا تعلق انسان کے افعال، اعمال اور کردار وگفتار سے ہے۔

بعثت نبویؐ کے مقاصد میں اگرچہ چار بہت اہم ہیں، تلاوت کتاب، تزکیہ نفس، تعلیم کتاب اور حکمت، مگران تمام کو جامع مکارم اخلاق ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''مجھ کو اللہ تبارک وتعالی نے اخلاق کریمانہ کی تکمیل کے لئے بھیجا ہے'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ ر سالہ مکی اور مدنی زندگی کا خلاصہ اخلاق کریمانہ کی تکمیل ہے، معلوم ہوا کہ یہ موضوع بہت وسیع ،مہتم بالشان، عظیم اوراہم اور پوری زندگی کو حاوی ہے، کیونکہ اخلاق کا تعلق قلب سے بھی ہے، اور نفس سے بھی، جن اخلاق کا تعلق قلب سے ہے ان کو اخلاق حمیدہ وملکات فاضلہ کہا جاتا ہے، ان کو مقامات سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اور جن اخلاق کا تعلق نفس سے ہے، ان کو اخلاق رذیلہ کہتے ہیں، اور جس شخص نے اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر اخلاق حمیدہ کو اختیار کیا گویا کہ اس کے نفس کا تزکیہ ہوگیا، وہ مزکّٰی ہوگیا، جب وہ مزکّٰی ہوجائے گا تو نبوت کے مقاصد کو پورا کرنے والا ہوجائے گا، اور اللہ کا مقبول اور مبرور بندہ ہوجائے گا۔

آج کل ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اپنے اخلاق کی پستی دیکھ کر انتہائی کڑھن اور تکلیف ہوتی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''سلام کرو ہراس شخص کو جس کو تم پہچانتے ہو اور جس کو نہیں پہچانتے'' گویا کہ اخلاقیات کی ابتداء سلام سے بتلائی، اور سلام میں کوئی بھید بھاؤ نہیں، کوئی تفریق نہیں، آپ کو اگر معلوم ہے کہ وہ مسلمان ہے فوراً سلام میں پیش قدمی کرنی چاہئے، سبقت کرنی چاہئے، آج کل ہم سلام کے سلسلہ میں دیکھتے ہیں کہ آدمی سلام اسی کو کرتا ہے جس کو پہچانتا ہے، جس سے تعلق اور شناسائی ہے، جس کو پہچانتا نہیں، اس سے سلام وکلام بھی نہیں کرتا، حالانکہ اس سلسلہ میں پہچان کی اور شناسائی

کی قید ہٹائی گئی ہے، یہی چیز ہمیں اخلاق کے سلسلہ میں بھی نظر آتی ہے، ہمارے اخلاق کا مظاہرہ اس وقت تو ہوتا ہے، جب ہمارے سامنے آنیوالا جانا پہچانا ہوتا ہے، اگر جانا پہچانا نہ ہو، پھر اس کی طرف دیکھنا، اس سے بات کرنا، اس کو وقت دینا، اس کی طرف کسی بھی طرح کا التفات کرنا بہت گراں معلوم ہوتا ہے، اور تجاہل کی انتہا کی جاتی ہے، اخلاق کی یہ کمی امت کے ہر طبقے میں محسوس ہورہی ہے، چاہے وہ طبقہ عوام کا ہو، یا خواص علماء کا، ہر جگہ اور ہر ایک میں یہ بیماری عام ہے، جس کے پاس آپ جارہے ہیں، اگر وہ آپ سے واقف ہے، یا آپ ہدیہ یا کوئی اور چیز اس کے پاس لیکر جارہے، تب تو اچھے اخلاق کا مظاہرہ آپ دیکھ سکتے ہیں، اگر آپ کی کوئی پہچان نہیں یا آپ کوئی چیز لیکر نہیں گئے، تو پھر یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہو، حالانکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سراپا اخلاق اور مجسمہ اخلاق تھے، ہر ایک کے ساتھ ایسا معاملہ فرماتے تھے کہ وہ گرویدہ ہوجاتا تھا۔

ابھی ہمارا ایک ایسے دیندار آدمی کے پاس جانا ہوا جو خود عالم، خیر کا کام کرنے والے، پانچ درجن سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور بہت اونچی دینی شناخت رکھنے والے، ان کے پاس بڑی شخصیت کا جس سے وہ خوب واقف تھے، خط لیکر جانا ہوا، ان کے سکریٹری نے ان کو اندر آفس میں خط دیا، وہ فوراً باہر نکل کر آئے اور دو چار کھری کھری باتیں سنا کر وہ جا اور وہ جا، انہوں نے اپنی بداخلاقی کا اعلی مظاہرہ کیا، بعد میں ان کو جب میں نے میسیج کیا، اپنا تعارف کرایا، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم الحمدللہ سب کا اکرام واحترام کرتے ہیں، لیکن آپ بغیر وقت لئے آئے، مجھے علماء، طلبہ اور اہل علم کے ساتھ بیٹھنے میں خوشی ہوتی ہے، بشرطیکہ پہلے سے آمد کی اطلاع ہو، اس لئے کہ ہم اکثر مشغول ہوتے ہیں، لیکن اس سب کے باوجود اگر آپ کو تکلیف ہوئی تو میں معذرت کرتا ہوں، تو معلوم ہوا کہ اگر پہلے سے وقت لیا ہوا ہو، معرفت ہو تو اخلاق سے پیش آئیں گے، اگر بغیر اطلاع کے بغیر وقت لئے، بغیر معرفت کے آگئے تو بداخلاقی کا سامنا کرنا ہوگا۔

کئی سال قبل ایک بڑے ادارے کے بہت بڑے ذمہ دار کو فون پر اپنے آنے کی اطلاع دی، اور مقصد آمد بتلایا، ظاہر ہے ہم مدرسہ والے کہیں جائیں گے تو مدرسہ کے متعلق ہی کوئی کام ہوگا، تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کا آنا ان مقاصد سے خالی نہ ہوگا، اگر یہ مقصد ہے تو یہ کر لیجئے، اور یہ مقصد ہے تو یہ کام نہیں ہوگا، اگر آپ کوئی علمی آدمی ہیں تو آپ کے لئے گاڑی بھیجی جاسکتی ہے، یعنی آپ انسان ہیں، مسلمان ہیں، عالم ہیں تو آپ کی ہمارے یہاں کوئی وقعت نہیں، اگر علمی آدمی ہیں، ہمیں آپ کی آمد سے آپ کے علم سے فائدہ ہوسکتا ہے، تو ایسا کیا جاسکتا ہے، یہ اخلاق خواص کے ہیں عوام کے نہیں۔

ایک شناسا ایک جگہ پر تھے، ہم نے وہاں جانے کا قصد کیا، اور پہنچ بھی گئے، مگر انہوں نے جس بداخلاقی کا مظاہر کیا، رونگٹے

کھڑے ہوگئے، آسمان بھی شرمارہا ہوگا، یہ صرف اس طرح کے واقعات طبقہ خاص ہی کے نہیں، بلکہ اکثر مسلمانوں کے ہیں، چاہے وہ تاجر ہوں، بزنس مین ہوں، انجینئر ہوں، ڈاکٹر ہوں یا ماسٹر ہوں، جس کی کچھ بھی پوزیشن ہے، یا حیثیت ہے، وہ سامنے والے کو حقیر، معمولی اور غیر اہم سمجھتا ہے، اب جب مسلمانوں کے یہ حالات ہوں گے، پہچان والے کے ساتھ اخلاق سے پیش آیا جائے گا، اور غیر پہچان والے کے ساتھ بداخلاقی کا رویہ اختیار کیا جائیگا، تو بعثت نبویؐ کے مقصد میں ڈاکہ زنی ہوگی، اور جس مقصد میں ڈاکہ زنی ہوگی تو وہاں کہاں خیر ہوگا، وہاں تو تباہی اور بربادی ہی آئے گی۔

❁❁❁❁❁ ——— ❁❁❁❁❁

ہماری زندگی کا مقصد اگر نبوی طریقہ پر چلنا ہوگا، تو ہم زندگی کے ہر میدان میں کامیاب ہوں گے، اگر ہم عالم دین ہیں، تو ہمارے پیچھے چلنے والوں کو اچھا پیغام جائے گا، وہ ہمارے اخلاق سے متأثر ہوں گے، اگر ہم تاجر ہیں تو ہمارے اچھے اخلاق سے ہمارے گاہک سبق حاصل کریں گے، ہم انجینئر، ٹیچر اور استاد ہیں تو ہمارے اچھے اخلاق سے ہمارے شاگردوں کی زندگی پر اچھا اثر پڑے گا، غرضیکہ ہمارا زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق ہے، اگر ہمارے اخلاق اچھے ہیں، تو لامحالہ ہمارے اخلاق کا اثر سامنے والوں پر ضرور پڑے گا، آج کل ہم بڑے بڑے پروگرام، بڑے بڑے اجتماع، بڑی بڑی دینی مجلسیں کرتے ہیں، مگر اثر خاک بھی نہیں ہوتا، اس لئے کہ ہمارے اخلاق اچھے نہیں، صرف زبان اور قول سے کام نہیں چلتا عمل ضروری ہے، اور عمل سے ہم کورے ہیں، ہماری تصنیفات وتالیفات، ہماری کتابیں، تقریریں، اصلاحی مجلسیں جبھی اثر انداز ہوں گی، جب ہمارے قول وعمل میں تضاد نہ ہوگا، اور ہم اعلی اخلاق کے مجسمے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاق حمیدہ اور فاضلہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہماری بداخلاقی اور بدکرداری سے جو نقصانات ہو رہے ہیں، ان سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

خوشخبری خوشخبری خوشخبری

دورۂ حدیث شریف کا آغاز

بڑی خوشی ومسرت کے ساتھ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ سال عید کے بعد شوال ۱۴۳۶ھ سے مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور، ضلع سہارنپور میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز ہو رہا ہے، اس لئے موقوف علیہ کے تمام طلبہ کے لئے سنہری موقع ہے کہ وہ دورۂ حدیث شریف میں داخلہ لیکر سند فراغ حاصل کریں، واضح رہے کہ مدرسہ ''فیض ہدایت رحیمی رائے پور'' ایک قدیم ادارہ ہے، جس کو ہمیشہ علماء کرام اور بزرگان دین کی سرپرستی حاصل رہی ہے، اس لئے آئندہ سال سے ''فیض ہدایت رحیمی'' کے فیض کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے بخاری شریف کا آغاز کیا جارہا ہے۔

المعلن: حضرت مولانا محمد عباس صاحب مظاہری

ناظم: مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور، ضلع سہارنپور (یوپی)

دعوتِ دین

قیامت کے دن کافر لوگ خسارے میں ہونگے

حضرت مولانا خرم علی صاحب بلہوریؒ، بارہ بنکی (یوپی)

قال اللّٰہ تعالی: ”وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ“۔(سورۂ احقاف)

اس جیسا گمراہ کون ہوسکتا ہے جو پکارے اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار قیامت کے دن تک اور ان کو خبر نہیں ہے ان کے پکارنے کی اور جب قیامت کے دن لوگ جمع کئے جاویں گے تو وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے سے منکر۔

فائدہ: اللہ کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے سو جو لوگ بتوں یا بزرگوں سے مدد چاہتے ہیں اگر قیامت تک پکاریں گے ان سے کچھ نہ ہوسکے گا، اور مدد تو وہ شخص کرے، جس کو کچھ ان کے حال کی خبر بھی ہو، سو اللہ نے فرمایا کہ ان کو ان لوگوں کے پکارنے کی خبر بھی نہیں ہوتی ہے کہ ہم کو کون پکارتا ہے، یعنی غیب کی بات جاننا اور ہر جگہ حاضر وناظر رہنا یہ اللہ ہی کی شان ہے، بندے ہر چند کہ پیغمبر ہوں گے مگر بغیر اللہ کے بتلائے کیا جانیں عجب لوگ نادان ہیں کہ کوسوں اور منزلوں سے بزرگوں کو پکارتے ہیں کہ یا حضرت ہماری مدد کریں، یہ نہیں سمجھتے کہ وہ اتنی دور سے کیونکہ سنیں گے، کیا وہ سب عالم میں گشت کرتے پھرتے ہیں، یا معاذ اللہ خدا ہیں جو سارے جہاں میں حاضر وناظر رہتے ہیں، زندگی میں تو دور کی بات سنتے نہ تھے اب مرنے کے بعد خوب سننے لگے اور عجب بات یہ ہے کہ قیامت کو لوگ جس کو دنیا میں اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے، اور نذریں نیاز مانا کرتے تھے، ان کے پاس جاویں گے، حق تعالی فرماتا ہے کہ وہ ان سے غصہ ہوں گے اور کہیں گے تم جھوٹے ہو، ہم نے تم سے کب کہا تھا کہ تم اپنی مرادیں ہم سے مانگا کرو، بھلا بتاؤ کہ یہ ہم نے کس کتاب میں لکھ دیا تھا، ہمارا کیا مقدور کہ ہم اللہ کے کام میں دخل کرتے، ہماری بلا سے جیسا کیا ویسا بھگتو، بعضے نادان جب یہ سنتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کسی نبی، ولی کو قدرت حاجت برلانے کی نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ بزرگوں کے منکر اور بے اعتقاد ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ معاذ اللہ ہم ان سے بے اعتقاد نہیں ہیں، اتنا جانتے ہیں کہ مقبول بندے ہیں ان کو بھی مرتبہ اللہ کی غلامی اور فرمانبرداری میں ملا لیکن ہاں تمہاری طرح خدا کے کام میں ان کو مختار نہیں جانتے ہیں اور ٹھیک بات یہ ہے کہ جو جس کے ساتھ محبت اور اعتقاد رکھتا ہے تو اس کا طریق اختیار کرتا ہے، اگر تم کو انبیاء اولیاء کے ساتھ سچا اعتقاد ہوتا تو تم ان کے فرمانے پر چلتے اور اپنی طرف سے بدون حکم ان کے کچھ ایجاد نہ کرتے سب جاہلوں کا یہ معمول ہے کہ جب کچھ جواب نہیں بنتا ہے اور تقریر میں بند ہوتے ہیں تو عاجز ہوکر آخر کو یوں جواب دیتے ہیں کہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی پیر پیغمبر سے مرادیں مانگنا درست نہیں، یہ بات تو نئی ہے، ہم نے اپنے باپ دادا سے کبھی نہیں سنی، کیا آگے عالم فاضل نہ تھے اب تم ایک نئے پیدا ہوئے ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس مقدمے میں قرآن شریف کی آیتیں بیان کرتے ہیں اور قرآن کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترے چودہ سو برس سے زیادہ گزرے ہیں اور جن امام اور پیروں سے تم مرادیں مانگتے ہو وہ پیغمبر کے بعد پیدا ہوئے ہیں، ذرا غصے کو تھوکو، انصاف کرو کہ اب تمہاری بات نئی ہے یا ہماری اور ہر زمانہ کے عالم وفاضل کتابوں میں برائی شرک کی لکھتے آئے ہیں، آج تک کسی عالم دین دار نے نہیں کہا کہ سوائے اللہ کے کسی انبیاء اولیاء سے بھی مرادیں مانگنا درست ہے، اور نہ کوئی عالم قرآن کا واقف یہ کبھی کہے گا اور

اگرتم کو ہمارے کہنے میں کچھ شبہ ہو تو کسی اور عالم فاضل سے ان آیتوں کے معنی پوچھو، دیکھو تو یہی مطلب بیان کرتا ہے یا کچھ اور، شیعہ اور اہل سنت اس بات میں سب موافق ہیں، شرک میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور تم اپنے باپ دادا سے کیا سنتے، جیسے تم جاہل ہو اور قرآن وحدیث کے معنی نہیں جانتے ہو ویسے ہی وہ بھی ہوں گے، بھلا اندھا کبھی اندھے کو راہ بتلاتا ہے اور صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم ایمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے ہیں، باپ دادے پر ایمان نہیں لائے ہیں، جو ان کی ہر بات کو مانیں، اگر باپ دادے کا طریق موافق پیغمبر کے ہے تو ہم ان کے تابع ہیں اور نہیں تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلیں گے جن کا طریق سب طریقوں سے بہتر ہے، بھلا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے باپ دادا مفلس ہوں، روٹی کے محتاج ہوں اور تم کو خدا اپنے کرم سے مال ودولت دے تو تم اس مال کو رکھو گے یا پھینک دو گے کہ ہمارے باپ دادا کے پاس تو مال نہ تھا ہم کو لینا نہ چاہئے، سبحان اللہ دین کے قبول کرنے میں تو باپ دادا یاد آتے ہیں اور مال لینے میں نہیں اور عجب اتفاق ہے کہ جیسے اب کے جاہل مسلمان باپ دادا کی رسم اور دلیل پکڑتے ہیں اور منع کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں ویسے مکہ کے کافر پیغمبر خدا کو جواب دیتے تھے، چنانچہ اس کا بیان ہے: ”وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ“۔ (سورۂ بقرہ)

اور جب ان کافروں سے کہئے چلو اس پر جو اتارا اللہ نے، کہیں چلیں گے اس پر جس پر نہیں دیکھا اپنے باپ دادے کو، بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں کچھ اور نہ راہ کی خبر ہو تو بھی۔

فائدہ: یعنی باپ دادے کی فرمانبرداری وہیں تک بہتر ہے کہ جس میں جہالت نہیں ہے، اور جب معلوم ہوا کہ ان کی رسم سراسر خلاف حکم خدا کے ہے پھر اس پر ہرگز نہ چلنا چاہئے کیا غضب کی بات ہے کلمہ تو محمد کا پڑھیں اور راہ شیخ سدوں کی چلیں، ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ“۔ (سورۂ زمر)

اور جب نام لیجئے اللہ کا نرا تو رک جاویں دل ان کے جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا اور جب نام لیجئے اس کے سوا اوروں کا پھر تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: افسوس ہے کہ اب کے جاہل مسلمان کی بھی اگلے کافروں کی سی عادت ہوگئی ہے کہ صرف اللہ کے ذکر سے یہ بھی خوش نہیں ہوتے ہیں یعنی جب ان سے کہئے کہ سوائے اللہ کے کسی کو کچھ اختیار نہیں اور کسی کی نذر و نیاز اور منت درست نہیں تو منہ بگاڑ کر سن ہو جاتے ہیں اور جب خدا کے سوا مدار سالار کے جھنڈے، نشان کا ذکر ہو تب راضی ہوتے ہیں، بعض ناواقف قرآن کے کہتے ہیں کہ انبیاء اولیاء خود مالک مستقل تو نہیں لیکن ان کی منت مان کر نذر و نیاز اور حاجتیں مانگنا اس نیت سے کہ یہ اللہ کے حکم سے حاجت روائی عالم کی کرتے ہیں درست ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تم سچے ہو تو اس بات کو کسی آیت یا کسی حدیث صحیح سے ثابت کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انبیاء اولیاء کو میں نے اپنی طرف سے مختار کر دیا ہے میرے حکم سے پانی برساتے ہیں، اولاد دیتے ہیں، بیماروں کو اچھا کرتے ہیں، ان کی منت مان کر نذر نیاز لوگ کیا کرتے ہیں اور اگر یہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے اپنی طرف سے کہتے ہو تو بہت برا کرتے ہو۔

مسلمانوں کو یہ لازم نہیں کہ دین میں اپنی عقل ناقص کو دخل دیں، ہاں البتہ حق تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ فرشتے اکثر کاموں میں داروغہ ہیں لیکن یہ اختیار ان کو بھی نہیں کہ جو چاہیں سو کریں، ہر ہر کام پر جیسا حکم ہوتا ہے ویسا کرتے ہیں، اب کوئی محض فرشتوں کو داروغہ جان کر کچھ مانگے تو اس کی نادانی ہے کیونکہ وہ تو محض بے اختیار ہیں حکم کے تابع اور یہ جاننا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے مشرک یہ نہیں کہتے کہ بت اللہ کے برابر ہیں وہ بھی یہی کہتے تھے کہ سب کا مالک ہی ہے لیکن بت ہمارے سفارشی ہیں اس کے حکم سے ہماری حاجت روائی

کرتے ہیں، چنانچہ اس آیت میں اس کی صراحت ہے: ”اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی“ اللہ ہی کو ہے بندگی نری اور جنہوں نے پکڑے ہیں اس سے نیچے حمایتی کہتے ہیں کہ ہم ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچاویں اللہ کی طرف پاس کے درجے اور اسی طرح دوسری آیت میں ہے: ”وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآءُنَا عِنْدَ اللّٰہِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ“۔ (سورۂ یونس آیت)

اور پوجتے ہیں اللہ سے نیچے جو برا نہ کریں ان کا اور نہ بھلا اور کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس، تو کہہ اے محمد! تم اللہ کو بتلاتے ہو جو اس کو معلوم نہیں، کہیں آسمانوں میں نہ زمین، وہ پاک ہے اور بہت دور ہے اس سے جو شرک کرتے ہیں۔

فائدہ: ان دو آیتوں سے صاف معلوم ہوا کہ عرب کے کافر بتوں کو اللہ کے برابر نہیں کہتے تھے لیکن کارندے، مختار جان کر ان کی نذر و نیاز کرتے تھے، سو خدا نے اس کو بھی شرک فرمایا ہے، سبحان اللہ جس شرک کے مٹانے کے واسطے قرآن شریف اترا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے لڑے، وہی شرک اب کے جاہل مسلمان بھی کرنے لگے، فرق اتنا ہے کہ وہ کافر بتوں سے حاجتیں مانگتے تھے اور اب کے لوگ بتوں سے تو نہیں مانگتے لیکن پیروں سے مانگتے ہیں اس کی وہی مثل ہے کہ گائے دونوں طرح مری، قصائی سے بچی تو شیر کے پالے پڑی، جیسے کافر کہتے ہیں کہ سب کا مالک اللہ ہے اور پھر اس کو چھوڑ کر اوروں سے مدد چاہتے تھے ویسے یہ لوگ بھی، غرضیکہ شیطان دشمن جانی ہے انسان کا وہ بھلا ہرگز نہیں چاہتا کہ آدمی اللہ تک پہنچے کسی کو بت کے پاس اٹکاتا ہے اور کسی کو پیر کے پاس، اصل مطلب سے دونوں دور پڑے: ”ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْہِ شُرَکَآءُ مُتَشٰکِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ، ھَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ“ اللہ تعالی نے بتائی ایک مثل ایک شخص کی کہ اس میں کئی شریک ہیں ضدی اور ایک شخص پورا ہے ایک شخص کا بھلا کیا برابر ہے دونوں کی مثل سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

فائدہ: یعنی جو شخص کئی کا غلام ہو کوئی اس کو اپنا نہ سمجھے تو اس کی پوری خبر گیری نہ کرے اور وہ غلام کسی سے کچھ مانگے تو ایک دوسرے کو ٹالے کہ اوروں سے بھی مانگ، کیا تو نرا ہمارا ہی غلام ہے اور جو ایک شخص کا غلام ہو تو وہ اپنا سمجھے اور پوری خبر لے کیونکہ مالک جانتا ہے کہ سوائے میرے اس کا اور کون ہے یہ اللہ نے مثال فرمائی اس کی جو صرف اللہ ہی کو اپنا مالک جانے اور سوائے اس کے کسی سے مدد نہ مانگے اور جو شخص کئی سے امید رکھے فی الحقیقت شرک والے کو بڑی مصیبت ہے اس کا دل ہر طرف بہکتا ہے، کبھی شاہ مدار سے کہتا ہے، کبھی سید سالار سے التجا کرتا ہے، کبھی حضرت عباس کے آگے ناک رگڑتا ہے، کبھی کہتا ہے کہ سید عبدالقادر جیلانی بڑے پیر ہیں، لاؤ ان کی منت مانوں شاید وہی مجھ پر رحم کریں اور جو صرف اللہ ہی سے امید رکھتا ہے بڑے آرام میں ہے، اس نے ایک بڑے مالک کا دروازہ پکڑ لیا ہے کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ نبی ولی سب اس کے بندے ہیں کسی کو کچھ اختیار نہیں اس کا دھیان کسی طرف نہیں جاتا اور ہر چند شرک کرنے والوں کی عاقبت تو تباہ ہے لیکن شرک کرنے سے ان کا دنیا میں بھی بڑا نقصان ہے کہ دور دور منزلوں سے خرچ کر کے قبریں پوجنے کو جاتے ہیں اور ہزاروں روپے نذر و نیاز میں اٹھاتے ہیں، تو عاقبت بھی کھوئی اور دنیا بھی، ان کی ہی مثل ہے کہ دونوں دین سے گئے، نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے۔

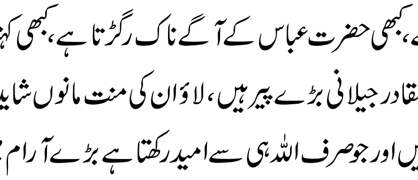

تذکیر

میراث کی تقسیم فرض ہے

مولانا امتیاز احمد ندوی

مسلمان مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، اس نے اپنی زندگی میں جو مال کمایا، اکٹھا کیا، وراثت کے ذریعہ اس کی ملکیت میں آ گیا، اور مرنے کے وقت تک اس کی ملکیت میں جو بچارہ گیا، مال خواہ سونا چاندی کی شکل میں ہو یا زمین جائیداد کی شکل میں، باغات ہوں یا مکانات، نقد روپیہ گھر میں ہو یا بینک اکاؤنٹ میں، ہیرے جواہرات گھر میں ہوں یا بینگ لاکرز میں اور جو رقم کمپنیوں کے شیئرز خریدنے میں لگا رکھی ہو حتی کہ گرہستی کا ایسا تمام سامان بازار میں جس کی قیمت لگ سکتی ہو، ایسے تمام بچے مال کو اسلامی شریعت میں میت کا ترکہ کہا جاتا ہے، مرنے والے کے ایسے بچے ہوئے مال کو احکام شریعت کے مطابق مستحق وارثین کے درمیان تقسیم کرنا فرض عین ہے، قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ترکہ کی تقسیم کو نماز، روزہ، حج وزکوۃ سے زیادہ اہمیت دی ہے، نماز روزہ حج وزکوۃ جو فرض ہیں، قرآن کریم میں ان کے احکامات اللہ تعالی نے مجملاً بیان فرمائے ہیں، لیکن ترکہ کے تقسیم کی تفصیل بیان فرمائی ہے، پنجوقتہ نمازوں میں کتنی رکعتیں فرض، کتنی سنت، کتنی واجب یا مستحب ہیں، اس کی تفصیل اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی، اسی طرح زکوۃ کے حکم کو دیکھئے، سونے وچاندی کی زکوۃ کیسے ادا کی جائے گی، زمین کی پیداوار، تجارتی جانور یا تجارتی سامان میں زکوۃ کس طرح ادا کی جائے، ان تمام مسائل کی تفصیل قرآن میں درج نہیں ہے، نماز، روزہ، حج وزکوۃ جملہ عبادات کے تفصیلی احکامات امت کو بتانے اور سکھانے کے لئے اللہ تعالی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمادیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام احکامات کی تفصیل اور ان کی ادائیگی کا طریقہ اپنے اصحاب کو اور ان کے ذریعہ پوری امت کو سکھادیا۔

اس کے برعکس اللہ تعالی نے ترکہ کی تقسیم کے احکامات تفصیل کے ساتھ قرآن میں خود بیان فرمادئے، ترکہ کے حقداروں کا حصہ بانٹنے کا طریقہ بتانے کے لئے قرآن کریم میں سورۃ النساء نازل فرمائی ہے، بیٹے کے ترکہ میں ماں کا حصہ کتنا اور باپ کا کتنا ہے، بیٹی / بیٹے کو کتنا ملنا ہے، شوہر یا بیوی کو کتنا دیا جائے گا، یہ ساری تفصیل اللہ تعالی نے قرآن میں ذکر فرمادی ہے، لیکن ہائے افسوس کہ اس فرض عین کی ادائیگی میں ہم مسلمان آخری حد تک تساہلی کرتے ہیں، بلکہ یہ کہنا شاید بے جا نہ ہوگا کہ مال کی ہوس میں ہم مسلمانوں نے اس فرض کو فرض ہونا ہی قبول نہیں کیا، اگر چند لوگوں نے توجہ بھی کی تو صرف اس حد تک کہ باپ کے ترکہ میں بیٹوں کے ساتھ بیٹیوں کو بھی حقدار مان رکھا ہے۔

باپ کے ترکہ میں لڑکا اپنی بہن کو اس کا حصہ نہیں دیتا، باپ، بیٹی کو اپنی بیوی یعنی اس کی ماں کے ترکہ میں حصہ نہیں دیتا، شوہر اپنی بیوی کے ترکہ میں سے بیوی کے ماں / باپ کو حصہ نہیں دیتا اور عورت کا مہر جس کو مرد نے مہر مؤجل کے رواج کی وجہ سے اس کی موت تک ادا نہیں کیا، عورت کے انتقال کے بعد اس کا مہر جو باقی ہے وہ اس کا ترکہ بن جاتا ہے، اس ترکہ کی تقسیم کا تو کہیں سماج میں ذکر ہی نہیں آتا، وراثت کے مستحقین کا مال ان کی اجازت کے بغیر کھانا، استعمال کرنا حرام ہے، جسے بے دریغ کھایا جارہا ہے، جب کوئی سمجھانے والا بتاتا ہے تو یہ مسلمان کہتا ہے کہ ہماری بہن نے تو اپنا حصہ لینے سے انکار کردیا، کوئی کہتا ہے کہ بہن کا حصہ باپ نے اس کی شادی میں خرچ کردیا تھا، اس لئے اب اس کا حصہ باقی نہیں رہا، یہ سوچ قرآن وحدیث کے حکم کے خلاف ہے، بیٹی کی شادی میں باپ کچھ خرچ کرے یا نہ کرے، باپ کی جائیداد سے بیٹی کا حصہ ختم نہیں ہوتا، باپ کے انتقال کے وقت اس کی ملکیت میں جو کچھ تھا، اس میں سے بہن کا حصہ ادا کرنا بھائیوں پر فرض ہے۔

نفس وشیطان کے دھوکے میں بعض مسلمان وارثین سے ان کا حصہ معاف کرانے کی بھول کرتے ہیں، یہ بات شریعت کی منشاء کے خلاف ہے، ہمیشہ یاد رکھئے کہ بہن، بیٹی، ماں اور بیوی (عورت) کو بھی مال ودولت کی اسی طرح خواہش وضرورت ہے جس طرح ہم (مردوں) کو ہے، لیکن مسلم معاشرہ میں ہندو کلچر کی شمولیت کے سبب مسلمانوں میں بہت سی غیر اسلامی رسمیں رائج ہیں، اسی سماجی دباؤ میں بہن اپنے بھائی سے، بیٹی اپنے باپ سے، ماں اپنی اولادوں سے اور بیوی اپنے شوہر سے اپنا حصہ مانگنے سے ڈرتی ہے اور اگر کوئی غیرتمند مسلمان دینے کی کوشش کرتا ہے تو عورت لینے سے انکار کردیتی ہے، کیونکہ بہن کے ذہن میں ہمیشہ یہ خطرہ بنا رہتا ہے کہ جس دن اس نے بھائی سے اپنے مرحوم ماں باپ کے ترکہ میں حصہ مانگا، اسی دن سے بھاوج گھر میں قدم نہ رکھنے دے گی، اور زندگی میں ہی بھائی بہن کا رشتہ ختم ہوجائے گا، اسی طرح طلاق کے خوف سے بیوی اپنے شوہر سے اپنے مرحوم بیٹے کی جائیداد میں اپنا حق مانگنے سے ڈرتی ہے، اسی سماجی دباؤ نے بہن، بیٹی، ماں اور بیوی کو اپنا حصہ چھوڑ دینے پر مجبور کردیا، خوب یاد رکھئے کہ یہ سب معافیاں اضطراری ومجبوری اور دباؤ کی وجہ سے ہیں، جو بھی معافی مجبوراً ہوگی وہ اللہ تعالی کے یہاں قبول نہیں۔

دنیا سے جانیوالے ہر شخص کا ترکہ ہوسکتا ہے، چاہے اس کی عمر ایک ہی دن کی ہو، ترکہ کہ مقدار کم زیادہ ہوسکتی ہے، مثلاً ایک بچہ یا بچی پیدا ہوئی اور اس کے باپ یا ماں کا اس کی پیدائش کے ایک دن بعد انتقال ہوگیا، اس کا باپ یا ماں دولت مند تھے، ان کے ترکہ میں سے اس کو حصہ ملے گا، مانو، اس کے باپ یا ماں کے ترکہ میں پچیس ہزار روپیہ اس کے حصہ میں آئے، ایک ہفتہ بعد اس بچہ یا بچی کا بھی انتقال ہوگیا، تو اس بچہ یا بچی کے حصہ میں جو پچیس ہزار روپیہ آیا تھا، وہ اس دنیا سے جانے والے بچہ یا بچی کا ترکہ ہوگیا، اس کے ترکہ میں شریعت کے احکامات کے مطابق میراث تقسیم ہوگی اور یہ تقسیم فرض ہے، بعض لوگ اپنی زندگی میں اپنا مال تقسیم کردیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میراث تقسیم ہوگئی، یہ تقسیم میراث کی شرعی اصطلاح میں نہیں آتی ہے بلکہ یہ تقسیم ہبہ کہلاتی ہے، ترکہ ایسے مال کو کہتے ہیں جو موت کے وقت مرنے والے کی ملکیت ہو، ترکہ میں وارثین کو ان کا حق نہ دینا کسی حق دار کا حصہ غصب کر لینے کے مترادف ہے اور ایسے مال کا کھانا حرام ہے، سود ورشوت سے بھی زیادہ حرام ہے، کیونکہ سود ورشوت کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، جو مسلمان کی سچی توبہ سے معاف ہوسکتا ہے، اس کے برعکس وراثت کا تعلق حقوق العباد سے ہے، جس کے بارے میں بندے کے معاف کئے بغیر اللہ تعالی نے معاف نہ کرنے کا صاف اعلان فرمایا ہے، اللہ تعالی ہم سب کو وارثین کا مال کھانے سے بچائے اور علماء کرام سے معلوم کرکے وارثین کو ان کا پورا پورا حصہ پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ❁❁

غــــزل

اندھیرا ہے ہر سمت دہشت گری
کروں کیا بیاں ظلم کی خود سری کا
بجاتا ہے شیطاں باجا خوشی کا
مخالف ہے اب آدمی آدمی کا
سیاست یہ ہے ماؤ وادی کی دیکھو!
جھکاتے ہیں سر راہزن رہبری کا
جہاں پر دور خزاں چھا گیا ہے
سسکنے لگا ہے چمن آشتی کا
نفاست خشیت کی روٹھی ہے جب سے
مزہ غم زدہ ہوگیا بندگی کا
نہ مانیں گے ہم بات پیر مغاں کی
جہاں قول دیکھیں گے پیارے نبی کا
وہ تھا نہ سیاست کا اڈہ بنا ہے
جو تھا نہ مخالف تھا غارت گری کا
خفا خوش بیانی سے ہے خوش گلوئی
یہ ہے فیصلہ سالکؔ بستوی کا

سالک بستوی (ایم، اے)
پوسٹ بجہا بازار، ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

غوروفکر

بدلے ہوئے حالات میں علماء کرام کا کردار

یہ تقریر داعی الی اللہ حضرت مولانا سید بلال عبدالحئ حسنی ندوی مدظلہ العالی کی ہے جو ۲۸/ دسمبر ۲۰۱۳ء کو ''دارالامور ٹیپو سلطان ریسرچ سینٹر'' میسور میں اساتذہ اور طلبہ کے درمیان ہوئی تھی، افادۂ عام کی خاطر قارئین کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔(ادارہ)

آپ نے مدارس میں جو تعلیم حاصل کی ہے وہ ایک ایسی تعلیم ہے کہ جس سے صحیح زندگی گزارنے کا ہمیں طریقہ معلوم ہوتا ہے، اس تعلیم کو آپ ساری دنیا کے سامنے پیش کرنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرسکیں، اور آپ کے اندر اس کا جذبہ بھی پیدا ہو، یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے علماء کے اوپر رکھی ہے، اس وقت ہمارے سامنے جو مسئلہ ہے، دو چیزوں کا مسئلہ ہے، ایک مسئلہ ہے مقاصد کا، کہ مقاصد کو متعین کیا جائے، اور دوسرا مسئلہ ہے وسائل کا، کہ وسائل کو بروئے کار لایا جائے، مقاصد کے ساتھ جب تک وسائل کا جوڑ نہیں ہوتا، اس وقت تک مقاصد کو پورا کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے، اور اس وقت جو ہمارے سامنے مدارس کے حالات ہیں وہ حالات اگر ایک طرف امید افزا ہیں، تو بہت کچھ مایوس کن بھی ہیں، مدارس میں جو تعلیم دی جارہی ہے اس تعلیم کا جو نتیجہ نکلنا چاہئے اور فارغین کو جس طرح تیار ہوکر میدان عمل میں آنا چاہئے اگر آپ اس کا تناسب دیکھیں تو تناسب بہت ہی مایوس کن حد تک نظر آتا ہے، ہزاروں کی تعداد میں طلباء اس وقت مدارس سے فارغ ہورہے ہیں، یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ ایک ایک ادارہ سے ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار اور دو دو ہزار طلباء اس وقت ہمارے سامنے فارغ ہوکر آرہے ہیں، لیکن آپ یہ دیکھئے کہ ان میں کتنے طلباء ہیں، کتنے فارغین ہیں جو بامقصد زندگی گزارتے ہیں؟ اور انہوں نے دس دس سال اور پندرہ پندرہ سال اور بیس بیس سال کا عرصہ گزارا ہے، اس عرصہ میں انہوں نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ اس سے وہ کچھ لے کر دوسروں تک منتقل کرنے کا اپنے اندر جذبہ پاتے ہیں؟ ایسے جو فارغین ہیں ان کا اگر تناسب آپ تلاش کریں تو میں کیا عرض کروں شاید دو تین فیصد بمشکل وہ تناسب ہمارے سامنے آتا ہے، اس کی شاید وجہ یہ ہے کہ ایک تو مدارس سے فارغ ہوتے ہوتے بھی ہمارا جس طرح ذہن بننا چاہئے اور وہ مقصد پہلے دن سے اس طرح ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے وہ بات ہمارے اندر پیدا نہیں ہوتی، ہم نے مدارس کو عام کالج کی طرح، تعلیم گاہوں کی طرح دانش گاہوں کی طرح سمجھ لیا ہے، جس طرح آج دانش گاہوں کو، تعلیم گاہوں کو بزنس سے جوڑ دیا گیا ہے، یہی صورت حال آج مدارس کی ہوگئی ہے، جس کا آج سے تیس چالیس سال پہلے کوئی تصور ہی نہیں تھا، مدارس میں وہ طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے جن کا مقصد ہی یہ ہوتا تھا کہ ان کو جھک مار کر دین کی خدمت کرنی ہے۔

مقصد متعین نہیں ہوتا:

لیکن آج کی صورت حال مختلف ہے، آج مدارس کے جو وسائل ہیں ظاہری طور پر ان وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک بڑی تعداد اگر یہ کہا جائے کہ اسی فیصد طلباء ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صرف فائدہ اٹھانے کے لئے مدارس کا رخ کرتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اگر ہم مدارس میں تعلیم حاصل نہیں کریں گے تو ہماری تعلیم کے لئے کوئی روشن میدان نظر نہیں آتا، وہ مدارس میں اس لئے آتے ہیں تاکہ وہ مدارس کو ذریعہ بنائیں، اور آگے جو عصری تعلیم ہے اور جس کے ذریعہ سے ہم یہ سمجھتے

ہیں کہ ہم اس میدان میں آگے بڑھ سکتے ہیں، حالانکہ یہ ایک خام خیالی بن گئی ہے، بس وہ ایک مقصد ہوتا ہے جس کے لئے مدارس کا رخ کیا جاتا ہے، اور ظاہر ہے کہ جب اس طرح بے مقصد ہوکر مدارس میں آئیں گے اور دس دس سال اور پندرہ پندرہ سال گزاریں گے اور ان کے سامنے جو اصل مدارس کا مقصد ہے وہ کبھی سامنے نہیں آئے گا تو فارغ ہوکر نکلیں گے تو بالکل خالی الذہن ہوکر نکلیں گے ان کے ذہن میں بالکل کوئی راستہ متعین نہیں ہوگا کہ ہمیں کس راستہ پر چلنا ہے؟ تو ایک سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ مقصد متعین نہیں ہوتا۔

اصل جوھر کو پھچانیں:

دوسرا جو مقصد ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ اس علم سے جو ہم کو روشنی حاصل ہونی چاہئے وہ روشنی حاصل نہیں ہوتی، ہم نے اس علم کو صرف کتابوں کے الفاظ تک محدود رکھا ہے، اور الفاظ کے ہیر پھیر میں رہ کر اور اس کی گتھیوں میں اپنی زندگی گزار کر اور فارغ ہوکر نکل آتے ہیں، لیکن ہم کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ ان کے اندر کیا طاقت چھپی ہوئی ہے؟ ان کے اندر کیا جوہر چھپا ہوا ہے؟ اگر اس جوہر کو اختیار کرتے تو ہمارے اندر کیا کیفیت پیدا ہوتی؟ اگر آپ مدارس کا جائزہ لیجئے تو میں یہ بات بھی برملا کہہ سکتا ہوں کہ آج نوے فیصد طلباء وہ ہیں کہ اس علم کے جوہر سے واقف نہیں، علم دین کی روشنی سے واقف نہیں، اس سے ان کو جس طرح فائدہ اٹھانا چاہئے تھا اور اپنی زندگی میں تبدیلیاں لاکر دوسروں کے جگر کو قلب وسکون کا سامان پہنچانے کا کام کرنا چاہئے تھا وہ بالکل ان کے ذہن میں نہیں ہوتا، وہ پورا وقت گزارتے ہیں اور ''قال یقول'' میں رہ کر اور فارغ ہوکر چلے جاتے ہیں، لیکن ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ علم کے اندر کیا طاقت ہے؟ اور کیا روشنی ہے؟۔

جذبہ کے ساتھ وسائل بھی ضروری ھیں:

تیسرا بڑا اور اہم مسئلہ یہ ہے- اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہم کو بڑا نقصان پہنچا اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کی بنیاد بھی حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر پڑی ہے- وہ مسئلہ یہ ہے کہ ہم مدارس میں علم حاصل کرتے ہیں، ہم جو مقاصد ہیں ان مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہیں اور بہت کچھ ہم اس سلسلہ میں محنت بھی کرتے ہیں اور بعض مرتبہ جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے اور بعض مرتبہ وہ جذبہ بہت کام دیتا ہے، لیکن اس کے لئے جو وسائل ضروری ہیں اور جن وسائل کے بغیر ہم میدان عمل میں نہیں آسکتے، ہم کسی سے صحیح انداز سے صحیح اسلوب کے ساتھ گفتگو نہیں کرسکتے، ہم لوگوں کی نفسیات واقف نہیں ہوسکتے، وہ ساری چیزیں ہمارے سامنے ہوتی ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو خوشبو اللہ نے ہمارے اندر رکھی ہے، اس خوشبو کو ہم دوسروں کے اندر منتقل کرنیکی صلاحیت نہیں پاتے۔

تینوں نکات پرتوجہ کی ضرورت ھے:

تو یہ تین اہم باتیں ہیں اور جب تک ان تینوں پر غور نہیں کیا جائیگا اور ان کو حل کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی، تو مدارس کی چہار دیواری سے نہ کچھ ہوا ہے اور نہ قیامت تک کچھ ہوگا، یہ چہار دیواریاں اور یہ بڑی بڑی عمارتیں اور لق ودق عمارتیں جن پر آج پوری توجہ مدارس میں ہے، آپ دیکھئے اس وقت مدارس میں بھی دنیا کی طرح معاملہ ایک Race کا ہے، عمارت کا کہ کون اچھی عمارت بناتا ہے لیکن آپ تاریخ اٹھا کر دیکھئے مدرسوں میں جو بڑے بڑے ہمارے علماء پیدا ہوئے ہیں، وہ آخر کن عمارتوں میں پیدا ہوئے، آپ دیوبند کی تاریخ دیکھ لیجئے، شیخ الہند کہاں پیدا ہوئے؟ مولانا مدنی اور مولانا تھانوی کہاں پیدا ہوئے؟ کیا اس وقت اس دیوبند میں لق ودق عمارتیں بنی ہوئی تھیں؟ وہ تو ایک انار کے درخت کے نیچے یا کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر ایک جھونپڑے کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے اور اللہ نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچادیا، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں دیکھئے علامہ سید سلیمان ندویؒ کہاں پیدا ہوئے؟ مولانا عبدالباری جن کو فیلسوف اسلام کہا جاتا ہے، وہ کہاں پیدا ہوئے؟ مولانا علی میاں ندویؒ کہاں پیدا ہوئے؟ اس وقت ندوہ کا حال کیا تھا؟ سوائے چند ٹوٹی پھوٹی عمارتوں کے، بلکہ شروع میں اس کرایہ کے مکان میں تھا جہاں آج ہمارا لکھنؤ میں خاتون منزل کے علاقہ میں مکان ہے، وہاں ندوہ قائم تھا، ایک ٹوٹا پھوٹا کمرہ تھا

جہاں علامہ شبلی نعمانی رہتے تھے، اور معمولی کچھ حجرے تھے جس میں یہ حضرات رہتے تھے، اور تعلیم حاصل کرتے تھے، لیکن اس وقت جو افراد تیار ہوئے ان افراد کا مقابلہ آپ پھر بعد کے افراد سے نہیں کر سکتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت یہ تین چیزیں جو میں نے عرض کیں ان پر توجہ دی جاتی تھی، دیوبند میں خاص طور پر مقصد پر توجہ دی جارہی تھی، روح پر توجہ دی جارہی تھی، جو الفاظ ہیں یہ نہیں کہ صرف الفاظ کے ہیر پھیر میں الجھا کر رکھ دیا جائے، بلکہ حقیقت پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔

اصحاب دعوت کو مخاطب کا سمجھا ضروری ہے:

یہ دعوت کا اصول ہے کہ اگر ہم اپنے مخاطب کی نفسیات کو نہیں جانتے تو ہم صحیح انداز سے اپنی بات پیش نہیں کر سکتے، ہم کو ان کو سمجھنا پڑے گا، مخاطب کو سمجھنا پڑے گا، اگر سمجھ کر ہم بات پیش کریں گے تو اس کی نوعیت الگ ہوگی، دعوت کا کام جو اس امت کے سپرد ہے اور سب سے اہم ترین افراد اس امت کے علماء کی شکل میں ان پر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے لیکن ہمارے یہ علماء جب فارغ ہوتے ہیں تو خدا جانے کیا گھن ان کو لگ جاتا ہے، دماغ کے اندر کون سا کیڑا لگ جاتا ہے؟ کہ اپنا مقصد بھلا کر نہ جانے کن کن کاموں میں لگتے ہیں؟ اور اس کے نتیجہ میں امت کا یہ طبقہ ضائع ہو رہا ہے اور اس کا ایک بڑا نقصان یہ پہنچ رہا ہے کہ عوام کے اندر ایک عجیب کیفیت پیدا ہو رہی ہے، علماء کے بارے میں بدگمانیاں پیدا ہو رہی ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ اول تو علماء اس کام کے لئے تیار نہیں ہوتے، اور جو تیار ہوتے ہیں ان کے اندر صلاحیت نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو اس کے اندر وہ صفات مطلوبہ نہیں ہوتیں جن کی علماء کو ضرورت ہے۔

بنیادی مقصد کو سمجھنے کی ضرورت:

میرے بھائیو! آپ یہاں تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں، میں صاف بتاتا ہوں کہ بنیادی آپ کا مقصد یہاں پر آنے کا جو ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے، آپ وسائل سے فائدہ اٹھانے کے لئے آئے ہیں، آپ اپنے اندر وہ طاقت پیدا کرنے کے لئے آئے ہیں، وہ قوت گویائی اور اس کے ساتھ ساتھ نفسیات کو سمجھنے کی صلاحیت اور اس کے ساتھ جو اس وقت ہمارے سامنے پوری دنیا کی صورت حال ہے، اس صورت حال کو سمجھنے کی صلاحیت اور اس کے بعد اس سے ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت کے لئے یہ ساری چیزیں ہیں، جو ایک بنیادی مقاصد میں اس ادارے کے شامل ہیں، آپ اس لئے تو ہرگز ہرگز نہیں آئے ہیں کہ آپ یہاں پر آئے ہیں اور کچھ علوم آپ کو پڑھا دیئے جائیں اور آپ یہ سمجھیں کہ ایک بڑی خامی تھی جو پوری ہوگئی اور اس کے بعد آپ کہیں پر چلے جائیں اور ان علوم سے جو آپ نے یہاں پر حاصل کئے ہیں، آپ کچھ دنیا حاصل کرلیں اور اپنی زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوجائیں، اگر خوانخواستہ یہی کرنا تھا تو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی، آپ وہاں سے جو ہر لیکر آئے ہیں، جو بنیادی اور اصول لیکر آئیں ہیں وہ آپ کیلئے سب سے قیمتی سرمایہ اور سوغات ہے، اگر اس کی قدر آپ کے اندر باقی نہ رہی اور آپ نے یہ سمجھا کہ ہم نے وہاں وقت ضائع کیا ہے تو اس سے بڑھ کر محرومی کون سی ہوگی، تو ایک طرف پوری قدر باقی رہنی چاہئے، آپ نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ آپ کی بنیاد ہے اور اس کے آگے میدان میں آپ کو جو کام کرنا ہے اس کی فکر پیدا کرنا ہے اور اس کیلئے جو وسائل آپ کو دیئے جارہے ہیں جو تربیت دی جارہی ہے اس سے فائدہ اٹھانا ہے، تاکہ آپ کو اللہ نے جو عطر اور جو جوہر دیا ہے اس جوہر کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھیں، بلکہ آپ امت تک اور پوری انسانیت تک بلکہ ساری دنیا کے لوگوں تک وہ بات پہنچائیں۔

ضرورت آج بڑھ گئی ہے:

اور آج دنیا کو اس کی جتنی ضرورت ہے شاید وہ ضرورت کسی دور میں نہیں ہو، آج تو یورپ کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے کلچر سے عاجز ہے گویا کہ وہ نوالہ جو اس کو ملا ہے افسوس کی بات ہے کہ آج مشرقی ملکوں میں وہ لوگ اس نوالہ کو کھانے کے لئے تیار بیٹھیں ہیں، اس کا اگلا ہوا نوالہ مشرقی ملکوں میں کھایا جارہا ہے، افسوس کی بات ہے کہ ہمارے علماء جن کے ذمہ بہت کچھ ان کے اوپر ذمہ داری تھی کہ وہ ان حقائق کو سمجھتے اور

لوگوں کی نفسیات کو سمجھ کر ان کو خطاب کرتے اور ان کو ان کا کھویا ہوا مقام یاد دلاتے ، ان کو اس کا سبق دیتے ، آج ہمارے علماء کے اندر ایک مرعوبیت سی پیدا ہونے لگی، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا ہی سب کچھ ہے اور یہاں اگر ہم ترقی نہیں کریں گے تو ہم دنیا میں آگے نہیں بڑھ سکتے ،لیکن یہ ہمارے اندر احساس نہیں پیدا ہوتا کہ ہم دنیا کو دینے والے ہیں، لینے والے نہیں ہیں، ہمارا مقام دوسرا ہے۔

سلف کا نمونہ پیش نظر رہے :

آج ہم دنیا کے سامنے ایک لینے والے کی طرح ، سائل کی طرح کھڑے ہوتے ہیں، اپنے منصب کو ہم بھول جاتے ہیں، اپنی حقیقت کو بھول جاتے ہیں، وہ جو ہمارے علماء نے ایک نمونہ پیش کیا تھا وہ نمونہ آج ہمارے سامنے باقی رہنا چاہئے اور جو حضرات وہ نمونہ پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بعض مرتبہ وہ کام لیتا ہے جس کا تصور مشکل ہوتا ہے۔

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے کتنی جگہ وہ واقعہ سنایا ہوگا کہ ایک بڑے عالم کے زمانے میں ایک بڑا جابر کہیں کا حکمراں تھا، اس جگہ کا امیر تھا اور ذمہ دار تھا، وہ ایسے ہی معائنہ کے لئے آیا تو وہاں ایک بزرگ مسجد میں ایک جگہ درس دے رہے تھے، پاؤں پھیلائے ہوئے تھے کچھ تکلیف تھی، وہ مسجد میں آیا اور داخل ہوا، تو لوگوں نے سمجھا کہ پاؤں پھیلائے ہوئے ہے، اب ان کی خیر نہیں یا تو گردن مارنے کا حکم ہو جائے گا یا کوئی اور سزا ہو جائے گی ، یہاں تک آتا ہے کہ لوگوں نے کپڑے سمیٹ لئے کہ جلاد ساتھ ہے ، کہیں گردن مار نہ دی جائے، اور اس کے خون سے کپڑے کسی کے آلودہ نہ ہو جائیں، لیکن وہ آرام سے درس اسی حالت میں دیتے رہے، تو اس پر ایسا رعب طاری ہوا، وہ واپس ہوا ، اور بعد میں پھر اشرفیوں کا ایک پوٹرا بھیجا اور کہاں کہ فلاں بزرگ عالم جو درس دے رہے تھے ان سے میرے اندر عقیدت پیدا ہوئی، میں چاہتا ہوں کہ ان کی خدمت کروں، اب آپ غور کیجئے جب اشرفیوں کا فرستادہ آکر ان کو دینے لگا تو انہوں نے عجیب بات کہی کہ: ’’جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا‘‘۔

اگر دنیا کی حقیقت سامنے رہے :

یہ صفت جب ہی پیدا ہوتی ہے جب آدمی دنیا کے بارے میں اللہ کا جو تصور ہے، اللہ نے دنیا کے بارے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اس کی جو حقیقت بیان کی ہے، وہ حقیقت جب سامنے آتی ہے اور پھر اندر جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو جوہر رکھا ہے اس کی حقیقت سامنے آتی ہے اور اسکی قیمت کا احساس ہوتا ہے تب آدمی سب کچھ قربان کر دیتا ہے، مولانا حیدر علی رامپوری کا قصہ مولانا علی میاں ندویؒ نے کتنی مرتبہ سنایا، اکثر لوگوں کو یاد بھی ہوگا کہ جب وہ رامپور میں تھے اور بریلی میں انگریزوں نے عربی کالج قائم کیا تو کسی نے ان کو بتایا - انگریزوں میں کچھ خصوصیات ہیں جن کی بناء پر ان کا بول بالا ہے ابھی تک، اور اس کی جو طاقت ہے وہ کسی صورت میں ابھی تھمی ہوئی ہے، اس کی کچھ صفات ہیں، مفتی شفیع صاحب نے یہ بات لکھی ہے کہ وہ بعض صفات اللہ نے رکھی ہیں، وہ صفات جو قوم بھی اختیار کرے گی اس قوم کو اللہ تعالیٰ دنیا میں عزت دے گا، کچھ صفات ان کے اندر ہیں جن میں ایک صفت حقیقت شناسی کی بھی ہے کسی نہ کسی درجہ میں -تو انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ بڑے عربی کے ماہر ہیں، ان کو یہاں بلانا چاہئے، تو وہاں ان کا نمائندہ گیا اور کہا کہ بریلی میں کالج کھولا گیا ہے اگر آپ تشریف لے آئیں تو آپ سے لوگوں کو فائدہ ہوگا، وہ ریاضی کے بڑے ماہر تھے، انہوں نے بڑے بھولے پن سے کہا کہ بیس روپے مجھے ملتے ہیں وہ کہاں ملیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ بیس نہیں تین سو روپے ہم دیں گے ، تو کہا کہ نہیں ایک مسئلہ اور ہے کہ میں تازہ بیری کا صبح کو ناشتہ کرتا ہوں ، تو انہوں نے کہ کوئی مسئلہ نہیں ڈاک کا نظام بڑا اچھا ہے، آپ کے گھر کے درخت کی بیری روز صبح آپ کو بریلی میں پہنچائی جائے گی، جہاں آپ مقیم ہوں گے آپ کو وہاں دیا جائے گا، تو کہا یہ طلباء پڑھ رہے ہیں ان کا نقصان ہو جائے گا، تو کہا کہ ان کو کالج میں داخلہ دیں گے اور سب کو وظیفہ دیا جائے گا، تو آخر میں کہا کہ اگر قیامت میں اللہ نے پوچھا کہ تم یہاں سے بریلی اس لئے گئے تھے کہ وہاں تنخواہ اچھی ہوگی؟ تو

اس کا ہم کیا جواب دیں گے؟ تو انگریز نے کہا کہ اس کا جواب تو میرے پاس بھی نہیں، اور چلا گیا، تو وہ معقولات کے استاد تھے حدیث کے نہیں، لیکن ان کا کلچر ایسا بنا ہوا تھا، ایسا اثر تھا ان پر، ان علماء کا جنہوں نے نمونے پیش کئے تھے کہ اس کے نتیجہ میں ان کی زندگی عجیب تھی۔

افسوسناک صورت حال:

آج جو ہمارے علماء ہیں میں کیا عرض کروں ہمارا حال کیا ہے؟ کہ اگر کسی مدرسہ میں چلے گئے آٹھ ہزار تنخواہ ہے کسی اور نے کہا ہم نو ہزار دیں گے تو وہاں چلے گئے، یہ ذرا بھی ہمارے اندر احساس نہیں ہوتا کہ ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ کس لئے ہم میدان میں آئے ہیں؟ تو ایک تو مقصد کو سمجھئے اور دوسرے یہ کہ جو ان الفاظ کی حقیقت ہے، یہ علوم قرآنیہ ونبویہ جو ہیں ان کے اندر کی روشنی اور خوشبو کو پیدا کر کے اس روشنی کو دماغ کے اندر اتارنے کی کوشش ہونی چاہئے اور یہاں آنا اسلئے ہے کہ جو وسائل آپ کو بتائے جائیں ان کو زیادہ سے زیادہ اختیار کیا جائے، فائدہ اٹھایا جائے۔

اس دور کا المیہ:

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ آج کا یہ بڑا المیہ ہے بڑا مسئلہ ہمارے سامنے ہے کہ جو حضرات علوم دینیہ میں رسوخ رکھتے ہیں وہ ابلاغ کی طاقت نہیں رکھتے اور جو ابلاغ کی طاقت رکھتے ہیں وہ علوم دینیہ میں رسوخ نہیں رکھتے، جو لوگ اس وقت ترجمانی کرنے پر آمادہ ہیں، کام کر رہے ہیں، محنت کر رہے ہیں، دین کی ترجمانی کر رہے ہیں، آپ ان کو دیکھئے تو آپ کو جگہ جگہ بڑی بڑی خندقیں نظر آئیں گی اور ایسی خامیاں ہیں کہ دین کی ایسی ترجمانی ساری دنیا کے سامنے آ رہی ہے کہ اس کو دین کی ترجمانی کہنا مشکل ہے، یہ اتنا بڑا خلا ہے، ضرورت تو یہ تھی کہ ہمارے علماء مہارت پیدا کرتے جو ذرائع ابلاغ ہیں ان میں وہ مہارت پیدا کرتے، وہ کوشش کرتے، وہ ساری چیزیں اختیار کرتے جن کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ ہر طبقہ سے بات کر سکتے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتے، اور یہ ممکن جب ہی ہے جب کہ ہمارے اندر وہ طاقت اور صلاحیت پیدا ہو، تو یہ دونوں باتیں ہمارے اندر اگر پیدا ہو جائیں امید ہے اللہ کی ذات سے اگر ایسا شخص میدان عمل میں آئے گا تو اللہ اس سے اتنا بڑا کام لے سکتے ہیں جس کی آج ضرورت ہے اور دنیا اس کی منتظر ہے۔

غور وفکر پہلے ہی کرلیں:

آج ایسے افراد کا دنیا کو انتظار ہے کہ جو افراد دین کی صحیح ترجمانی کر سکتے ہوں اور اس کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے دل کے اندر ایمان کی طاقت رہتی ہو کہ وہ جہاں جائیں وہاں کی کیفیت بدل جائے، ان کے جانے سے وہاں کے حالات میں تبدیلی ہو جائے یہ ممکن جب ہی ہے جب ہم اس کے لئے کچھ مشقت گوارہ کریں، اس میدان میں کچھ طے کر کے قدم رکھیں، حقیقت تو یہ ہے مدرسہ میں داخلہ لیتے وقت ہی سمجھ کر آنا چاہئے شاعر کہتا ہے:

جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں

یہاں مدرسہ میں آدمی آتا ہے تو سوچ کر آنا چاہئے یہ میدان تو دوسرا ہے، یہ میدان عام کالجوں کا یا عام بزنس کے اداروں کا نہیں کہ ہم کو جہاں دنیا بڑھ بڑھ کر ملے گی، بیشک یہ وعدہ ہے اللہ کا ہے کہ وہ کبھی بھوکا ننگا نہیں رکھیں گے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے عزت کے ساتھ رکھے گا، لیکن یہ بھی وعدہ نہیں ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ دنیا کی ساری چیزیں حاصل ہو جائیں گی، اس لئے کہ یہ قربانیوں کا راستہ ہے، لیکن اگر ابتداء زندگی کی قربانیوں کے ساتھ گزارے گی تو ہمارے سامنے نمونہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر وہ عزت عطا فرماتا ہے کہ شاید اس کا بھی تصور کسی نہ کیا ہو، مولانا علی میاں ندویؒ کو آپ دیکھئے ان کی ابتدائی زندگی کو دیکھئے، درمیان کی زندگی کو دیکھئے، پھر ان کی اخیر کی زندگی کو دیکھئے، کیا انہوں نے قربانیاں دی ہیں، ایسی مشقتوں کی زندگی گزاری کہ تدریس کے دور کی بات ہے کبھی ناشتہ کے لئے پیسہ نہیں ہے، کبھی کھانے کے لئے نہیں، فاقہ بھی ہو جاتا تھا اور آخر میں نوبت کیا ہوئی کہ کروڑوں کروڑ کے ایوارڈ ان کو ملے، لیکن جو زاہدانہ زندگی شروع میں تھی وہی آخر تک رہی اور اللہ نے اس کے نتیجہ میں ان کو ایسا نوازا کہ ان کی آواز عرب وعجم اور یورپ

وامریکہ تک پہنچی اوراس کی قدر کی گئی، یہاں تک کہ:"ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" کے بارے میں وہاں کے بڑے مستشرق نے یہ بات لکھی کہ اگر کسی کتاب پر پابندی لگانا ضروری قراردی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب پر لگادی جاتی کہ یورپ میں داخل نہ ہو، وہ جانتے تھے کہ یہ یورپ کا گویا کہ اس میں پوسٹ مارٹم ہے، یورپ کا کلچر کا پوسٹ مارٹم ہے، تو اللہ تعالی یہ کام لیتا ہے۔

کامیابی کے لئے کچھ کرنا شرط ھے:

لیکن اس کے لئے ہم کو کچھ کرنا پڑے گا، بغیر کئے ہم چاہیں کہ بیٹھے رہیں اور آسمان سے دسترخوان اتر جائے تو ایسا نظام نہ ہوا ہے نہ امید ہے کہ ایسا ہوگا، تو میں اخیر میں یہی کہتا ہوں کہ آپ یہ جذبہ پیدا کریں، اور کوشش کریں، ان وسائل سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی جو دعوت کی ذمہ داری ہے، اس کو یاد رکھیں یہ امت امت دعوت ہے، اور قرآن مجید میں یہ بات کہی گئی ہے:"ولتكن منكم امة يدعون الى الخير و يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر" اس امت سے مراد اگر غور کیا جائے تو امت علماء ہے، یہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت کا مقصد یاد رکھیں، وہ لوگوں کو بتائیں کہ غلط کیا ہے؟ صحیح کیا ہے؟ حرام کیا ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ علماء کا کچھ کام ہی نہیں رہ گیا، بس یہی کہتے ہیں کہ یہ حلال ہے یہ حرام ہے، تو کسی عالم نے کہا کہ بھائی ہمارا تو منصب ہی یہی ہے، کہ ہم بتائیں لوگوں کو کہ حلال کیا ہے؟ حرام کیا ہے؟ ہم تو خاک روگ ہیں، اگر کسی کمرہ میں داخل ہوں گے تنکا بھی آجائے گا تو ہمیں گوارا نہیں، ہم اس کو جھاڑیں گے، تا کہ تنکا صاف ہو، یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

اگرملک کے حالات کواستوار نھیں کیا:

دنیا میں اس وقت جو خرابیاں پھیل رہی ہیں، ان میں سب سے بڑھ کر اپنے ملک میں آپ دیکھئے جو کفر وشرک کا ملک ہے، اور جو تعصّبات کی یہاں آندھیاں چل رہی ہیں، اور جو ذمہ داریاں ہمارے اوپر تھیں ہمیں کس طرح اس کی فکر کرنی چاہئے تھی، اوراس کے لئے ہمیں فضا بنانی چاہئے تھی؟ وہ ذمہ داری ہم ادا نہیں کرتے، مولانا علی میاں ندوی رحمتہ اللہ علیہ پیام انسانیت کے نام سے اس لئے تحریک شروع کی اور کہا کہ اگر اس ملک کے حالات سازگار نہیں رکھیں گے تو کہاں کی تحریکیں رہیں گی؟ کہاں کے ادارے رہیں گے؟ کہاں کے افراد رہیں گے؟ یہ بڑے بڑے علماء جو اپنی خانقاہوں میں آرام سے بیٹھے ہیں، جو مشائخ ہیں سب خطرے میں ہیں، جب ملک سلامت نہیں رہے گا تو یہ ساری خطرہ میں چیزیں پڑ جائیں گی، اس کے لئے یہ تحریک ہم نے شروع کی تا کہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو، تا کہ نفرتوں کی آگ کو بجھایا جا سکے، تا کہ غیروں کے سامنے جا کر ان کو حقیقتیں بتائی جاسکیں، کہ ہم جو اس ملک میں رہتے ہیں ہم کس طرح اس ملک کے بارے میں سوچتے ہیں، ہمارے نظریات کیا ہیں؟ اور ہم کیا چاہتے ہیں؟ جو غلط فہمیاں ہیں، اکثر کا طبقہ ہے اس کے ذہنوں میں بٹھائی گئی ہیں وہ دور کرنا کس کا کام ہے؟۔

میں آپ سے صاف کہتا ہوں یہ کام بھی ہمارے علماء کو کرنا پڑے گا، اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم غیروں کی زبانوں سے واقف ہوں اور ان کی تاریخ سے واقف ہوں، اس لئے کہ دعوت کا بنیادی طریقہ یہ ہے جو مولانا علی میاں صاحب ندویؒ نے بڑی حکمت کے ساتھ فرماتے تھے کہ جب بھی کہیں جاؤ تو کھلے دروازے سے داخل ہو، کبھی کھلوانے کی اور توڑنے کی کوشش مت کرو، جب کھلے سے داخل ہوگے تو سارے دروازے تمہارے لئے کھلتے چلے جائیں گے، اگر توڑنے کی کوشش کی تو کوئی دروازہ آسانی سے نہیں کھلے گا، اوراس کا مقصد یہ تھا کہ جب تم کسی سے بات کرو تو اس کو مانوس کرلو اور وہ بات کرو جو مشترک باتیں ہیں جن کو وہ بھی تسلیم کرتا ہے۔

بہت سے موقعوں پر مولانا علی میاں ندویؒ کو میں نے دیکھا کہ بعض مرتبہ کسی ایسے شخص سے بات کرنی ہوتی تھی کہ شاید اس میں اگر کوئی خوبی تلاش کی جائے تو ملنا مشکل ہو جائے، لیکن مولانا اس میں بھی خوبی تلاش کر لیتے، اور اگر آپ کسی کی خوبی کو بیان کریں تو اس کا دل کھل جائے گا، اس کے دل کی کھڑکیاں کھل جائیں گی اور دل کا چمن کھل جائے گا، پھر جب آپ بات کریں گے تو وہ بات اس کے اندر اترے گی، آپ کو اپنا

سمجھے گا اور اگر آپ پہلے ہی مرحلہ میں اس کے نقائص بیان کرنا شروع کردیں، وہ آپ کی بات کبھی نہیں سنے گا، آپ کو دشمن سمجھے گا، یہ دعوت کی حکمت ہے، اور قرآن مجید نے یہ بات ارشاد فرمائی: "قل یا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمةٍ سواء بيننا وبينكم الا نعبدُ إلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشرِكَ بِهٖ شَيْئًا" اہل کتاب کو خطاب کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا جارہا ہے، آجاؤ ایک ایسی بات کی طرف جس کو ہم بھی مانتے ہیں تم بھی مانتے ہو، ایک اللہ کی توحید کی طرف، یہ بات کیوں کہلائی جارہی ہے؟ اس میں دعوت کا طریقہ بتایا جارہا ہے، حکمت دعوت سکھائی جارہی ہے، یہ ہے دعوت کی حکمت کہ مشترک بات کو پہلے کیا جائے اس کے بعد جب آپ حقائق بتانا چاہیں گے تو بتانے کی ضرورت پڑے گی ہی نہیں، بلکہ سننے والا کرید کرید کر آپ سے پوچھے گا۔

پیام انسانیت دعوت کا بہترین ذریعہ:

میرے سامنے اس کی مثالیں ہیں کہ پیام انسانیت کا جو کام ہے حقیقت میں اگر یہ بات کہی جائے تو غلط نہیں کہ یہ دعوت کا ایک عجیب وغریب راستہ ہے، جس میں لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں، جہاں کے لوگ قریب ہوتے ہیں، وہ آپ سے خود پوچھتے ہیں کہ بھائی تمہارا طریقہ ونظام کیا ہے؟ تمہاری شریعت ودین کیا ہے؟ یہ باتیں تم کہاں سے کہتے ہو؟ اگر ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا ہو تو ہم غیروں کے سامنے عملی طور پر بھی نمونہ پیش کریں اور جو کچھ ہم جدوجہد دعوتی کرسکتے ہیں، پیام انسانیت کے کام کو زیادہ سے زیادہ دوسروں تک پہنچاسکیں، اور یہ جو دل کی آواز ہے اس کو اگر ہم لگاسکیں تو یقیناً دلوں تک پہنچنا آسان ہوگا، یہ دعوت کی حکمت ہے، میں عرض کیا کرتا ہوں کہ پیام انسانیت اس ملک کے لئے کلمہ سواء کا درجہ رکھتا ہے، یہ کلمہ سواء اور مشترک پوائنٹ ہے کہ آپ اس پوائنٹ پر اگر بات کریں گے تو متعصب سے متعصب مذہب والا شخص بھی اس کو قبول کرے گا۔

خلاصہ کلام:

اس لئے آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ ان باتوں کو جو میں نے عرض کیا ہے کہ رسوخ فی العلم جو اللہ نے دیا ہو اس کی آپ حفاظت کریں اس کو باقی رکھیں، اس کو گہرے مطالعہ سے بڑھانے کی کوشش کریں، دوسرے یہ کہ حقیقت علم پیدا کریں، اس کی روح ونور پیدا کریں اور یہ علم کا نوران حضرات کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے جو نور والے لوگ ہیں، جن کو اللہ نے علم سے نور دیا ہے، کیفیتیں دی ہیں، ان کی صحبت سے یہ چیز حاصل ہوتی ہے اور ایسی کتابوں کے مطالعہ سے بھی حاصل ہوتی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ آپ یہاں آئے ہیں ایک اہم مقصد لیکر آئے ہیں آپ ان وسائل سے فائدہ اٹھائیں، جن کا آپ کو مکلّف کیا جارہا ہے، شاید اس کے بغیر ہم زیادہ کامیاب نہیں ہوسکتے، جب تک کہ ہمارے سامنے وسائل نہ ہوں گے اور ہم اس سے مسلح نہ ہوں گے، یہ اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے اگر ان باتوں کا لحاظ رکھا گیا تو خاص طور سے میں نے اس ملک کے حالات کو سامنے رکھ کر اور اس کے پس منظر میں یہ بات عرض کی کہ یہ پیام انسانیت جو سب سے بڑی اس ملک کی ضرورت ہے، ہمارے علماء اس بات کو سمجھ لیں اور اپنے اپنے مقام پر وہ کام کرنے کی کوشش کریں تو انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ راستے کھلتے چلے جائیں گے اور جو کام بڑا مشکل نظر آتا ہے انشاء اللہ وہ کام ہمارے لئے بہت آسان ہوجائے گا۔

جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں داخلے

جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات لڑکیوں کی اعلی دینی وعصری تعلیم وتربیت کا ایک مثالی ادارہ ہے، جس میں دس سال سے مسلمان بچیاں تعلیم حاصل کررہی ہیں، اور پانچ سال کی قلیل مدت میں عالمۂ دین بن رہی ہیں، تعلیم معیاری ہے، پردے اور کھانے پینے کا معقول نظم ہے، جو مسلمان اپنے جگر گوشوں بچیوں کو عالمۂ دین بنانا چاہتے ہیں وہ رابطہ قائم کریں، اور اپنی بچیوں کا داخلہ کرائیں۔

۸/شوال ۱۴۳۶ھ سے جامعہ میں داخلے شروع ہوجائیں گے۔

رابطہ قائم کریں

دفتر: جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات، مظفرآباد، سہارنپور
Mob. 9719831058, 9758530623

رھنمائے طلبہ

طلبہ تحریک کے ادارے

انجینئر مصطفیٰ محمد طحان.........ترجمہ: ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی بھٹکل، کرناٹک

طلبہ کی انجمنیں:

''طلبہ انجمن'' طلبہ تحریک کا اہم اور وسیع میدان ہے عام طور پر کوئی بھی یونیورسٹی ، کالج یا ادارہ طلبہ کے اس اہم قلعے سے خالی نہیں رہتا ہے، طلبہ اپنی نمائندگی، اپنے حقوق کی مدافعت ، اپنے افکار وخیالات کے اظہار وابلاغ اور اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے انجمن تشکیل دیتے ہیں۔

طلبہ انجمنوں کی اھمیت :

طلبہ انجمنوں کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

۱-طلبہ انجمن تمام طلبہ کا قانونی اسٹیج ہوتی ہے، جسکے پرچم تلے طلبہ اپنے مختلف نظریات اور رجحانات وخیالات کے ساتھ جمع ہوتے ہیں، اس کی مدافعت کرتے ہیں اور ہر ظلم وزیادتی سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

۲-اس میں سیاسی حقوق مثلاً امیدواری، انتخابات، انتخابی مہم اور انجمن کے تمام میدانوں او رعہدوں کی ذمہ داری نبھانے کی طلبہ کو بہترین ٹریننگ ملتی ہے۔

۳-آزاد معاشرتی کاموں میں سے ایک ہے، جو معاشرے کی سب سے بڑی اکائی کی نمائندگی کرتا ہے ، اس کے خیالات کو پیش کرتا ہے، اور طلبہ سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی واقعات وحادثات کے موقع پر پوری سرگرمی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔

۴-مناسب بجٹ کی موجودگی ، جس سے انجمن کے کاموں کے لئے ضروری مالیات فراہم ہوتی ہے، جس کو طلبہ کی خدمت اوران کے حقوق کے دفاع میں خرچ کیا جاتا ہے۔

۵-طلبہ تحریکات کا سرگرم اور اہم گہوارہ ہے ، جس میں ان کی تربیت کی جاتی ہے، ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کیا جاتا ہے، اوران کو صیقل کیا جاتا ہے، تاکہ معاشرے کے مختلف میدانوں میں قائدین کی ٹیم تیار کی جاتی ہے۔

انجمن اورا س کی کمیٹیوں کا انتظام:

طلبہ انجمنیں اپنے پروگراموں اور منصوبوں میں طلبہ تحریک کے تمام مقاصد کو شامل کرتی ہیں اور اپنے وسائل اور حالات کی روشنی میں ان مقاصد کی تکمیل کی کوشش کرتی ہیں، ان کو بروئے کار لانے کیلئے اپنی تمام کمیٹیوں کو سرگرم کرتی ہیں، طلبہ تنظیموں کو ابھارتی ہیں، ان کی رہنمائی کرتی ہیں اوران کو سرگرم رکھتی ہیں اوراس سلسلہ میں طلبہ کی دوسری انجمنوں اور معاشرے میں پائی جانے والی مختلف جماعتوں، گروہوں، پارٹیوں اور تنظیموں کے ساتھ تعاون کرتی ہیں، اسی طرح حکومت کے ساتھ مستقل گفتگو کرتی رہتی ہیں، مکمل طور پر اس پر نظر رکھتی ہیں، اس کی رہنمائی کرتی ہیں اور معاشرے میں پائے جانیوالے ہر ایک بگاڑ کا مقابلہ کرتی ہیں۔

انجمن اوراس کی کمیٹیوں کے منتظمین کے لئے مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) صحیح انتظامی کاموں کی بنیاد سرگرم وصالح منصوبہ بندی پر ہوتی ہے ، اسی لئے انجمن اوراس کی کمیٹیوں کو کم مدتی اور طویل منصوبوں کو تیار کرنا، ہر وقت ان پر نظر ثانی کرنا اوران میں تبدیلی لانا ضروری ہے۔

(۲) انجمن اوراس کی کمیٹیوں کو اپنے منصوبوں کی تیاری کے وقت اپنے مقاصد میں طلبہ تحریک کے عام مقاصد کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ اکثر طلبہ کے مفادات اوران کے مسائل کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے، مقاصد کیلئے ضروری ہے کہ وہ طلبہ کے تمام گروپوں کی مشکلات کا

خیال رکھنے والے اور ان کی پسندیدہ چیزوں کے نمائندہ ہوں۔

(۳) جن وسائل کی منصوبہ بندی کی جائے، ان میں طلبہ کے ماحول کی مناسبت اور متعین مقاصد کی تکمیل کا خیال رکھنا ضروری ہے، اسی طرح ہمیشہ اس میں تنوع اور جدت کی لانا بھی ضروری ہے، یہ بھی ضروری ہے کہ بڑی تعداد میں دلچسپی پیدا کرنے والے وسائل کو اپنانے کی کوشش کی جائے۔

(۴) انجمن اور اس کی کمیٹیوں کے منصوبوں کی تیاری میں طلبہ کی بڑی تعداد کو شریک کیا جائے اور انجمن کے منصوبوں اور ان کی انجام دہی میں وقت بوقت طلبہ کے خیالات سے واقف ہونا ضروری ہے۔

(۵) انجمن کی کمیٹیوں کا انتظام انجمن کے قانونی ممبران کے ہاتھوں ہی میں نہ ہو، بلکہ کمیٹیوں کے انتظام، طلبہ کے وسائل کے نفاذ اور ان کے جائزہ میں فعال و متحرک اور ممتاز طلبہ کو بھی شامل کیا جائے۔

(۶) طالبات بھی انجمن اور اس کی کمیٹیوں کے انتظام اور اسکی سرگرمیوں و منصوبوں میں اپنے ساتھی طلبہ کے ساتھ پہلو بہ پہلو شریک ہوں۔

(۷) انجمن کی تمام کمیٹیوں کو سرگرم کرنا، اس کی سرگرمیوں میں تنوع پیدا کرنا اور درسی سال اور چھٹیوں کے مطابق ان کو تقسیم کرنا ضروری ہے، طلبہ انجمنوں کے ذمے دار اپنی سرگرمیوں کو کسی ایک یا دو کمیٹیوں یا درسی سال کے کسی متعین وقت میں منحصر نہ کریں، بلکہ عمومیت کو مدنظر رکھیں۔

(۸) طلبہ انجمن ہی طلبہ کی مدافعت کرنے والی، ان کے مشوروں اور خیالات کو اپنانے والی اور ان کے نظریات کو پیش کرنے والی ہوتی ہے، انجمن کو ان کے ذمے داریوں کو مکمل طور پر ادا کرنا اور اس راستے میں آنے والی دشواریوں کو برداشت کرنا ضروری ہے، اسی طرح انجمن طلبہ کی خدمت کرتی ہے اور ان کے مسائل حل کرتی ہے، چاہے ان کے نظریات کچھ بھی ہوں۔

(۹) اپنی یونیورسٹی اور ملک کی دوسری یونیورسٹیوں کی انجمنوں کے ساتھ دائمی رابطہ بنانے کی کوشش کرنا ضروری ہے، اسی طرح پڑوسی ملکوں کی انجمنوں اور طلبہ کے عالمی اداروں کے ساتھ وابستگی رکھنا بھی ضروری ہے۔

(۱۰) انجمن کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ معاشرے کے مختلف اداروں خصوصاً معاشرتی اداروں، سیاسی پارٹیوں، جمعیات، نوجوانوں کے اداروں اور دینی واشاعتی اداروں کے ساتھ تعلقات استوار رکھے اور حکومتی اداروں کے ساتھ بھی تعلق رکھے، آزادی، جمہوریت، معاشرے کی ترقی اور طلبہ کے مفادات کو پورا کرنے میں مزید ترقی کے لئے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھے اور ان اداروں کے ساتھ تعاون کرے۔

طلبہ کے مابین انتخابات:

عام طور پر طلبہ انجمنوں کے انتخابات طلبہ کے مابین آزادانہ ووٹنگ کے ذریعہ ہوتے ہیں، دنیا کے اکثر ممالک میں انتخابات بڑی حد تک پاکیزہ اور آزادانہ ہوتے ہیں، لیکن بعض حکومتیں طلبہ کے انتخابات میں بالقصد مداخلت کرتی ہیں، نتائج میں بے ایمانی یا اس کو کالعدم کرنے یا اپنے مخالفین کو اس سے دور رکھنے کیلئے پابندی لگانے کی کوشش کرتی ہیں۔

حالات جس طرح کے بھی ہوں، طلبہ کے میدان میں کام کرنے والوں کیلئے طلبہ کے انتخابات سے متعلق بعض امور کا خیال رکھنا چاہئے:

انتخابات آزادی اور افکار و خیالات پیش کرنے کا بہترین موقع اور ہر نظریے کو اپنانے کا حقیقی میزان ہے، اسی لئے طلبہ تحریک کے ذمہ داروں کیلئے ضروری ہے کہ پوری سرگرمی کیساتھ انتخابات میں شریک ہوں اور شریفانہ مقابلے کی کوشش کریں، چاہے ان کے رجحانات کچھ بھی ہوں۔

تمام لوگ انتخابات کے دوران آزادی کے سلسلہ میں طلبہ کے حقوق کی حمایت کریں اور امیدواری، تحریک، ووٹنگ اور خیالات کے اظہار کے ذریعہ جمہوریت کے مطابق کام کریں۔

طلبہ کے انتخابات کا شمار طلبہ گروپوں کی تیاری، قیادت کی فراہمی اور اجتماعی و معاشرتی اور جمہوری کاموں کی ٹریننگ کے وسائل میں ہوتا ہے، اسی طرح یہ معاشرے کے تمام میدانوں میں قائدین کی فراہمی کا ایک اہم اقدام بھی ہے۔

طلبہ کے انتخابات کی تیاری جلدی ہونی چاہئے ،طلبہ تحریک کے ذمہ داران بہت پہلے ہی سرگرم ہوجائیں ،منصوبے بنائیں اورلسٹ تیار کریں، طلبہ کے خیالات سے مطلع ہوں اوران کے مشوروں کوجمع کریں۔

طلبہ کے انتخابات میں مداخلت کی کوششوں کے مقابلے کے لئے متبادل منصوبوں کی تیاری ،اسی طرح سختی اور دباؤ کی صورت میں کام کرنے کیلئے بہترین منصوبوں کی تیاری اورکام کے نئے وسائل کی تلاش بھی ضروری ہے۔

انجمن پرمکمل قبضہ نہ کرکے اس کی اکثر کمیٹیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش ہونی چاہئے ،اسی طرح تمام رجحانات کوشریک ہونے کے موقع دینا چاہئے ،اسی طرح مختلف کمیٹیوں میں طلبہ اور طالبات کو شریک کرنے اورتمام نظریات اور طلبہ کے تمام گروپوں کو انجمن میں نمائندگی دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

انتخابی مہم کا انتظام ایک فنی کام ہے، اسی وجہ سے اس مہم کے لئے خصوصی کورسس اورمیدانی وعملی ٹرینگ کے ذریعہ طلبہ کے متحرک گروپوں کوتیارکرناضروری ہے۔

طلبہ کے میدان میں کام کرنے والوں کیلئے تشدداورظلم وزیادتی سے مکمل اجتناب کرناضروری ہے،خصوصاً طلبہ کے انتخابات میں، بلکہ تمام افرادکی آزادی ،جمہوریت اوردوسروں کے مشوروں کے احترام کی فضا کوقائم رکھنا چاہئے۔

طلبہ گروپ:

طلبہ گروپ بعض یونیورسٹیوں میں موجودطلبہ تحریک کی سرگرمیوں کا معاون ہے، جس کانظریہ چندطلبہ کو جماعت کی شکل میں جمع کرنا اوراس کا مقصدیونیورسٹی کی نگرانی میں مختلف سرگرمیوں کی انجام دہی ہے، اس کے مندرجہ ذیل عہدیداران ہوتے ہیں:

ادارے کااسپیکر جوانتظامی ذمے دارہوتا ہے۔

اجتماعی، ثقافتی اورورزشی امور ہرایک کاالگ الگ ذمہ دار۔

نگراں، تدریسی عملہ کارکن ہوتا ہے۔

فاؤنڈرارا کین جن کی تعداد۵ ۱رسے سوتک رہتی ہے۔

طلبہ گروپ کا انتظام:

طلبہ گروپ کاانتظام ایک میعادی کمیٹی کی نگرانی میں ہوتاہے، جس میں انجمن کا ناظم، اس کا ترجمان اور مختلف سرگرمیوں کے ذمے دار ہوتے ہیں، یہ کمیٹی مختلف سرگرمیوں کے اوقات او رطریقہ کارکومنظم کرنے کے لئے تشکیل دی جاتی ہے۔

طلبہ گروپوں کی خصوصیات:

خصوصاً طلبہ انجمنوں کی غیرموجودگی میں چاہے اصلاً موجودنہ ہوں یاطلبہ کی صحیح نمائندگی نہ کرتے ہوں تو یہ گروپ اہم کرداراداکرتے ہیں۔

یہ گروپ کسی بھی فکر اورنظریہ کے تعارف کا بڑا موقع فراہم کرتے ہیں ، جب کہ اس کے ذمے داروں کوانجمنوں کی طرح تمام طلبہ کی نمائندگی سے کوئی سروکارنہیں رہتا۔

مختلف رجحانات کی نمائندگی کا موقع ملتاہے، یہیں سے آپس میں بہترین تعلقات کی استواری کابھی موقع ملتاہے۔

طلبہ گروپ تشکیل دینا آسان ہوتاہے، کیونکہ اس میں انجمنوں کی طرح انتخابات نہیں ہوتے اوراسکی تعداد بھی متعین نہیں ہوتی ہے،طلبہ کے ہرگروہ کے لئے حق ہوتا ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کے لئے ادارہ قائم کرے،اس میں صرف اس کے تمام شرائط کالحاظ رکھنا ہوتا ہے۔

مقاصد اوروسائل:

یہ گروپ طلبہ انجمن کے بہت سے مقاصد اختیارکرتے ہیں اوراس کی متعدد سرگرمیوں میں شریک ہوتے ہیں، چاہے وہ سرگرمیاں معاشرتی ہوں، مثلاً اسفار یاکیمپ وغیرہ یا ثقافتی ہوں، مثلاً محاضرات، تقریری پروگرام، پمفلٹس اور کتابچوں کی اشاعت، نمائشات وغیرہ ، یاسیاسی ہوں، مثلاً مظاہروں کا انتظام ،قومی تہواروں کے موقع پر جلسے وجلوس اوراہم قومی مسائل کاتعارف وغیرہ۔

تجزیہ

مخیّرین اور سفراء حضرات سے ایک گزارش!

حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

رمضان کے مبارک مہینہ میں اگر ایک طرف امراء، دولتمند، زمیندار اور کاشتکار حضرات اپنے اپنے مال کی زکوۃ نکالتے ہیں اور اس کو مختلف لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں تو دوسری جانب مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران اپنے اپنے سفراء اور محصلین کو اس مہینہ میں مختلف شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں چندہ وصول کرنے کیلئے بھیجتے ہیں، آج کی ترقی پذیر دنیا ہر انسان کو اپنا گرویدہ بناتی جارہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر انسان ترقی کرنے کو فخر سمجھتا ہے، جو جس لائن میں لگا ہوا ہے، سب کی بس یہی تمنا اور خواہش ہے کہ کتنی جلدی ترقی ہوجائے، حلال وحرام کی تمیز دن بدن ختم ہوتی جارہی ہے، امراء اور تجار حضرات اپنے اپنے کاروبار بڑھانے کی تگ ودو میں حلال وحرام کا خیال نہیں کرتے، اور پھر وہی کمائی خیر کے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔

مخیّرین حضرات سے گزارش ہے کہ وہ مدارس اسلامیہ میں صاف وشفاف مال کی زکوۃ دیں، تاکہ اس مال کے کھانے سے دیانت داری اور امانتداری کی صفت پیدا ہو، برخلاف اس کے کہ اگر مدارس اسلامیہ میں غلط اور حرام مال دیں گے تو کس طرح ان مدارس والوں سے اچھائی کی امید کی جاسکتی ہے، لہٰذا مخیّرین حضرات اللہ کے راستے میں صاف ستھرا مال دیں، تاکہ ہر قسم کی خرابیوں سے بچا جاسکے، آئے دن جو خرابیاں دیکھنے کو ملتی ہیں، اسی خراب مال کے کھانے کی نحوست کیوجہ سے ہے۔

سفراء حضرات سے درخواست ہے چندہ لینے میں احتیاط سے کام لیں، اور مالدار لوگ حلال مال سے ہی مدارس کی امداد کریں، کیونکہ غلط اور حرام مال کھانے کی وجہ سے جو قباحت پیدا ہوتی ہے، وہ سب پر عیاں ہے، ذیل میں ایک واقعہ نقل کیا جارہا ہے جس سے آپ کو حرام مال کے کھانے کی قباحت معلوم ہوجائے گی: ’’ایک نیک اور دیندار شخص کہیں جارہے تھے، اتفاق سے انہیں روپیوں سے بھرا ہوا ایک تھیلا ملا، اس تھیلے میں بینک کی کاپی بھی تھی، اس لئے اس متدین شخص نے سوچا کہ یہ رقم صاحب رقم تک پہنچادی جائے، چنانچہ وہ شخص اس کا پتہ پوچھتے پوچھتے اس کے گھر پہنچا اور آواز دی، اندر سے ایک آدمی نکلا، اس نے اس شخص کو دیکھ کر کہا کہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ شاید آپ کا کچھ کھوگیا ہے، اس نے کہا ہاں! اتنا روپیہ گم ہوگیا ہے، اتنا سنتے ہی اس شخص نے روپیوں کی وہ تھیلی نکال کر تھمادی اور واپس ہونے لگا، تو اس شخص نے متعجب ہوکر کہا کہ آپ کون ہیں؟ دیندار شخص نے بتلایا کہ میں فلاں شہر اور فلاں محلّہ میں رہتا ہوں، اور تھوڑی بہت دین کی خدمت کرتا ہوں، اتنا سننا تھا کہ اس مالدار نے اس بزرگ شخص سے کہا کہ آپ ہمارے یہاں دوتین دن ٹھہر جائیں، آپ نے ہمارے اوپر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اتنی بڑی رقم ہمیں دینے کیلئے آئیں ہیں، لہٰذا آپ ہمارے یہاں کچھ دنوں کیلئے مہمان بن جائیں، اس مالدار کے کہنے کی وجہ سے اس شخص نے ٹھہرنے کا ارادہ کرلیا، دوتین دن گزرنے کے بعد وہ مالدار شخص اپنے آفس میں ان کو بھی لایا اور سامنے والی کرسی پر بیٹھایا اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا، اس وقت اس نے اپنی جیب سے پرس نکال کر میز پر رکھا جس میں دس بارہ ہزار روپئے بھی تھے، تھوڑی دیر میں کچھ کام کی غرض سے وہ مالدار شخص باہر گیا، اتنے میں اس دین دار شخص نے پرس میں سے ایک یا دو نوٹ چوری کرکے چھپالئے، اس کے بعد وہ مالدار شخص اندر آیا اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا، کام

سے فارغ ہونے کے بعد وہ روپیوں کو شمار کرنے لگا، تو اس میں سے کچھ روپئے کم ہوئے، وہ مالدار شخص حیران ہوگیا کہ کیا بات ہے، میرے اور بزرگ صاحب کے علاوہ یہاں پر کوئی تیسرا شخص نہیں آیا، آخر معاملہ کیا ہے، مالدار شخص اس دیندار شخص پر شک بھی نہیں کرسکتا تھا، کیونکہ اس آدمی نے جہاں دس لاکھ روپیہ لاکر دیدیئے تو ایک دو ہزار روپیوں کی چوری کیونکر کرے گا، خیر یہ مسئلہ بہت سنگین ہوگیا، اس نے شہر کے قاضی سے رابطہ کیا کہ ایسا واقعہ ہوگیا ہے، اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا ہے، قاضی صاحب نے کہا کہ آپ اس شخص کو میرے پاس بھیج دیں، بہر حال مالدار نے اس شخص کو قاضی صاحب کے یہاں بھیج دیا، اگلے ہی دن اس آدمی نے پیسہ نکال کر قاضی صاحب کو دیدیا اور کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی ہے اور میں نے کل وہاں سے اتنے روپئے اٹھالیئے تھے، آپ ان کو پہنچادیجئے، اب قاضی صاحب بات کو بھانپ گئے کہ واقعہ یہ ہے کہ حرام مال کھانے کی وجہ سے بیچارے بزرگ صاحب بھی یہ حرکت کر بیٹھے اور اپنے آپ کو نہ بچاسکے، چونکہ شیطان اپنا کام پورا کرتا رہا اور نفس کو غلط کام کرنے پر ابھارتا رہا، اسی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا، اس میں اس شخص کی کوئی خطا نہیں، بلکہ اس مالدار شخص کی غلطی ہے جس نے ان کو کھلایا ہے، کیونکہ اس مالدار شخص کا کھانا پینا حرام مال کا تھا، اور یہی کھانا اس دیندار شخص نے بھی دو تین دن کھایا، اس لئے حرام غذا کھانے کی وجہ سے اس کا نفس چوری کرنے پر آمادہ ہوگیا اور چوری کرڈالی، چنانچہ قاضی صاحب نے اس مالدار شخص سے یہ بات بتلائی اور کہا کہ یہ سب تمہاری کرتوت ہے، اگر تم اس بھلے آدمی کو اپنے یہاں نہ ٹھہراتے اور کھانا نہ کھلاتے تو شاید کبھی بھی یہ شخص شیطان کے دھوکے میں نہ آتا، تمہارے کھانے کی نحوست نے اس کو چوری جیسے کام کرنے پر ابھارا، خیر یہ تمہاری امانت ہے، اس کو لے جاؤ، قاضی صاحب کی بات پر اس مالدار کو بہت افسوس ہوا، اور آئندہ حرام کھانے سے توبہ کیا۔

ذرا غور کیجئے اور اس وقت کے حالات کا جائزہ لیجئے کہ ہم میں کتنے لوگ ہیں جو حلال رزق کھاتے اور کھلاتے ہیں، آج مدارس اسلامیہ میں جو مال آرہا ہے، کیا کوئی یہ بتاسکتا ہے کہ سو فیصد حلال مال آرہا ہے، اب اگر یہی مال مدارس کے اساتذہ اور ذمہ دار حضرات کھائیں گے تو ان سے کیا امیدیں وابستہ ہوسکتی ہیں؟ معاملہ بالکل واضح اور صاف ہے، یاد رکھو! جب سے ان مدارس اسلامیہ میں مشتبہ مال کی آمدورفت شروع ہوئی تبھی سے دینی اداروں میں سے انحطاط شروع ہوگیا ہے، اس میں ہمارے امراء، دولتمند اور تاجروں کی کمی نہیں تو اور کیا ہے، مخیّرین حضرات اپنی حلال کمائی سے مدارس اسلامیہ کی امداد کریں یا صدقہ اور زکوۃ دیں، اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، تو ضرور بالضرور ان مدارس سے خاطر خواہ فائدہ ہوگا اور جن افراد کی آج امت کو ضرورت ہے، وہ یقیناً انہی مدارس سے ملیں گے، شرط یہ ہے کہ مدارس میں حلال مال کی آمدورفت ہو، مدارس میں جب حلال مال آئے گا تو انشاء اللہ اس میں برکت ہوگی، اور مدارس سے جو مال تیار ہوگا وہ یقیناً نفع بخش ہوگا، اللہ تعالی مدارس اسلامیہ کو حلال مال عطا فرمائے اور ان کے مصارف کو غیب کے خزانے سے پورا فرمائے اور حرام مال سے مدارس اور اہل مدارس کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

اعلان داخلہ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد میں درج ذیل شعبوں میں داخلے مطلوب ہیں:

(۱) شعبہ انگریزی (ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر) برائے فضلائے مدارس

(۲) شعبہ عالمیت (ثانویہ سادسہ تک)

(۳) شعبہ حفظ وقراءت اور تجوید میں، انشاء اللہ ۸؍ شوال سے شروع ہوں گے، خواہش مند طلبہ، فضلاء رابطہ کریں، قیام وطعام کی تمام سہولیات موجود ہیں اور تعلیم کا اعلیٰ نظم ہے۔

رابطہ قائم کریں

دفتر: مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور

Mob. 9719831058, 9758530623

سفرنامہ

راجستھان وہماچل کے دوعظیم اداروں میں حاضری

محمد مسعود عزیزی ندوی

دارالعلوم محمدیہ میل کھیڑلا:

۲۶رمئی ۲۰۱۵ءکوسرائے روہیلہ دہلی سے بھرت پورراجستھان کے ایک عظیم ادارے دارالعلوم محمدیہ میل کھیڑلا کا پروگرام تھا، جس کے لئے پندرہ بیس روزقبل مولانا راشد صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم میل کھیڑلا دعوت دینے کیلئے تشریف لائے تھے، چنانچہ ان کو ۲۶رمئی کا وقت بتلایا تھا کہ اس تاریخ میں ہمیں دہلی میں سرکاری آفس میں ایک کام ہے، وہاں سے فراغت کے بعد آپ کے یہاں جائیں گے، اس لئے مولانا راشد صاحب ۳ر بجے شام کوسرائے روہیلہ مدرسہ قاسم العلوم میں پہنچ گئے اوروہاں سے ان کے ساتھ بھرت پور کیلئے روانگی ہوئی، ساتھ میں مفتی ظہورالدین صاحب قاسمی مہتمم مدرسہ قاسم العلوم سرائے روہیلہ اوران کے برخوردار مولوی لقمان ندوی بھی تھے،عصر کے وقت مفتی ظہورالدین صاحب کے گاؤں ڈھاک پوری پہنچے، جہاں پر انہوں نے ''المرکز الاسلامی'' کے نام سے ایک نیا تعلیمی ادارہ قائم کیا ہے،عصر پڑھ کر وہاں سے میل کھیڑلا کیلئے چلے، مغرب کی نماز جامعۃ الامام ابی حنیفہ موضع نیملی کی مسجد میں پڑھی، اس کے ذمہ دار مولانا راشد صاحب کے بہنوئی مولانا اطہر صاحب ہیں، یہ ایک نوخیز ادارہ ہے، جہاں بچوں کی تعلیم کے ساتھ بچیوں کی تعلیم کے لئے بھی ادارہ قائم ہے، عشاء سے قبل دارالعلوم میل کھیڑلا پہنچے، رات ودن کے تھکے ہارے تھے، اس لئے نماز پڑھ کر کھانا کھا کر سوگئے، صبح کا ناشتہ دارالعلوم بشیریہ جھنجھار روڈ سیکری میں مولانا حامد میاں ندوی کے یہاں کیا، یہ مولانا راشد صاحب کے داماد اور مدرسہ کے ذمہ دار ہیں، یہ ادارہ دارالعلوم میل کھیڑلا کی شاخ ہے، جس کی لمبی چوڑی زمین ہے، مدرسہ کے ساتھ آٹھویں تک اسکول بھی چلتا ہے، وہاں ناشتہ کر کے مولانا راشد صاحب نے تفصیلی طور پر اپنے مدرسہ دارالعلوم میل کھیڑلا کی عمارتیں دکھلائیں، ماشاءاللہ یہ ادارہ بڑاعظیم الشان ہے، ۱۹۶۵ء میں ان کے والد مولانا محمد قاسم صاحب نے قائم کیا تھا، جس کے لئے انہوں نے بہت مجاہدے اور محنتیں کیں، اس طرح یہ راجستھان کا ممتاز اورسب سے بڑا ادارہ بن گیا، جس میں طلبہ کی تعداد ۱۶۰۰ر ہے، ساتھ ہی میں لڑکیوں کا بھی ادارہ ہے، جس میں طالبات کی تعداد ۱۰۷۰ر ہے، ماشاء اللہ تعلیم دونوں اداروں میں دورہ حدیث شریف تک ہورہی ہے، امسال ۵۲رطلبہ دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے، اور مدرسۃ البنات سے ۲۲ر طالبات دورہ سے فارغ ہوئیں، اس مدرسہ میں دونوں وقتوں میں آٹھ کوئنٹل آٹا بنتا ہے، مدرسہ کی عمارتیں بڑے سلیقے سے بنائی گئی ہیں، جس میں پھول اور پھلواریوں سے سجا ہوا پاک ہے، پارک میں راستے بھی بنائے گئے ہیں، جن میں گاڑی کے ذریعہ گھوما اور پھرا جاسکتا ہے، گودام میں ہر مہینے کا اناج رکھنے کیلئے الگ الگ کمرے ہیں، مطبخ کا نظام بھی عمدہ ہے، طلبہ کے ایک ساتھ کھانے کیلئے بڑا وسیع وعریض ڈائننگ ہال ہے، مسجد طلبہ سے کھچا کھچ بھری رہتی ہے، طالبات کے مدرسہ کی عمارت بھی بڑی وسیع اور عمدہ ہے، اس میں بھی عمارت کے چاروں طرف دس فٹ سے کہیں زیادہ اونچی باونڈری ہے، اور پھر پختہ سڑک ہے، جس میں بذریعہ کار گھوما جاسکتا ہے، پردے کا معقول نظم ہے، مولانا راشد صاحب اہتمام کے فرائض انجام دیتے ہیں، اوران کے بڑے بھائی مولانا محمد ارشد صاحب قاسمی نظامت اور تعمیری کاموں کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور چھوٹے بھائی مولانا محمد اسجد صاحب ناظم تعلیمات ہیں، اوراپنے والد کی قائم کی ہوئی خانقاہ کا نظام چلاتے ہیں، گویا کہ روحانیت میں اپنے

والد کے جانشین ہیں، ان کے والد حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی کے مجاز تھے، تینوں بھائیوں میں بزرگی، شرافت اور نیکی محسوس ہوئی، ماشاء اللہ بہت ملنسار اور متواضع ہیں، شعبہ حفظ کے چند بچوں کا قرآن شریف بھی سنوایا، اس طرح کہ ایک بچہ کو قرآن شریف کا صفحہ نمبر بتلایا، بچے نے اس صفحہ پر موجود آیت، پارہ، سورت، منزل اور کونسا رکوع ہے، پھٹا پھٹ سب بتلایا اور پھر مسئولہ صفحہ کے شروع کی آیت سے تلاوت شروع کردی، بہت ہی اچھا لگا، کئی بچوں کا اسی طریقہ سے سنا، اس سے مزید خوشی ہوئی کہ قرآن شریف پر اس قدر محنت ہو رہی ہے، مجموعی طور سے یہ ادارہ بہت سی خوبیوں کا حامل ہے، اور بہت سی صفات سے متصف ہے، یہ سب اس کے مخلص بانی کی آہ سحر گاہی اور نالہ نیم شبی اور ان کی مخلصانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے، ادارہ اور اہل ادارہ کی خوبیوں سے دل خوش ہوا، اور ایک اچھا تأثر قائم ہوا، سب چیزوں کو دیکھ کر وہاں سے بذریعہ کار دہلی پہنچے، راستے میں چند منٹ کے لئے حاجی مہتاب صاحب مرحوم کے بیٹے حاجی خالد صاحب کے مدرسہ ''دار العلوم مہتابیہ'' نگینہ میں جانا ہوا، حاجی صاحب کے مزار پر بھی حاضری ہوئی، اور فاتحہ پڑھی، اور براہ دہلی شام تک الحمد للہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

مدرسہ قادریہ مسروالا ہماچل پردیش:

یکم جون کو مولانا کبیر الدین فاران مظاہری ناظم مدرسہ قادریہ مسروالا کی دعوت پر ان کے یہاں پہنچنا ہوا، وہاں مولانا نے طلبہ کی دستار بندی کا پروگرام منعقد کر رکھا تھا، جس میں علاقہ کے اور قرب وجوار کے لوگوں کو بھی مدعو کر رکھا تھا، راقم مولانا کے خلوص ومحبت کا قائل اور معترف ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ ایسے دردمند مخلص چند اور ہو جائیں تو انقلاب آسکتا ہے، ان کے اندر سچائی ہے، درد ہے، فکر ہے اور کچھ کر گزرنے کا حوصلہ ہے، اور وہ اصول پسند بھی ہیں، اس لئے وہ کسی بھی طرح کی اصول کی خلاف ورزی کو پسند نہیں کرتے، اس سلسلہ میں ان کی لسان ناقد برداشت نہیں کرتی، وہ فوراً بلا خوف ''لومۃ لائم'' اپنا کام شروع کردیتی ہے، جس سے بعض مرتبہ سامنے والا یہ سمجھتا ہے کہ مولانا ناقد یا معترض اور سخت ہیں؛ حالانکہ وہ انتہائی مخلص ہیں، مولانا نے مدرسہ قادریہ کا جو سسٹم اور نظام بنایا ہے وہ قابل رشک ہے، تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے، قیام وطعام کا عمدہ نظم ہے، ناشتہ میں چائے بسکٹ کے ساتھ طلبہ کو کیلے بھی دئے جاتے ہیں، طلبہ کے سونے کیلئے پلنگ کا نظام ہے، اساتذہ کو اچھی تنخواہیں دی جاتی ہیں، عمارتیں بھی بڑے سلیقے سے بنائی گئی ہیں، پارک وغیرہ کا بھی نظم ہے، چھ سو کے قریب طلبہ پڑھتے ہیں، بہر حال جب وہاں پہنچنا ہوا، تو ہال کچھا کھچ بھرا ہوا تھا، اور پروگرام جاری تھا، مولانا نے کھڑے ہوکر استقبال کیا، اور ان کے یہاں پروگرام میں مہمان خصوصی صدر محترم حافظ عبد الرحیم ملا (لندن) بھی موجود تھے، وہ بھی کھڑے ہوکر ملے اور استقبال کیا، راقم کو بھی پروگرام میں اظہار خیال کی دعوت دی، راقم نے مولانا کی خدمات کو سراہا، اور اس تقریب کی اہمیت کو اجاگر کیا اور مختصر بات کی، اور پھر تمام اساتذہ، کارکنان اور ذمہ داران کا شکریہ ادا کیا، ماشاء اللہ ۲۶ حفاظ طلبہ کی دستار بندی ہوئی، اور مختلف پروگراموں میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات دئے گئے، حضرت مولانا کبیر الدین فاران نے بھی اپنے جذباتی انداز میں موقع کی مناسبت سے بیان کیا، حفاظ کی اہمیت، مدارس کی ضرورت مدارس اور اہل مدارس سے تعلق کے موضوع پر خوب اچھے انداز میں بیان کیا اور بتلایا کہ مدارس غار حرا کی پہلی وحی اقراء کی تعلیم سے وابستہ تمام احکامات کی تکمیل کا مضبوط واسطہ اور ذریعہ ہیں، جس میں اللہ کے احکامات اور اس کے بندوں کی خیر خواہی کا سبق اور پیغام موجود ہے۔

پروگرام کے آخر میں مولانا مفتی کلیم احمد صاحب لوہاروی استاد حدیث جامعہ اشرفیہ راندیر نے تفصیل سے خطاب کیا اور قرآن کی فضیلت واہمیت پر گفتگو کی، صدر جلسہ حافظ عبد الرحیم ملا نے بھی حفاظ کی اہمیت بیان کی اور بتلایا کہ ان کے خاندان میں کتنے حافظ ہیں، نیز یہ بھی بتلایا کہ آج کل یورپ کے مسلمانوں میں حفاظ اور علماء کی اس قدر اہمیت اور قدر بڑھ گئی ہے کہ رشتہ کی تلاش میں بھی اسی نسبت کو اولیت دی جاتی ہے، بعد میں مولانا کبیر الدین فاران نے حافظ عبد الرحیم صاحب سے خصوصی ملاقات بھی کرائی، ماشاء اللہ وہ بہت متأثر ہوئے، اور راقم کو بھی ان سے مل کر دلی خوشی ہوئی، وہاں سے کھانا کھا کر واپسی ہوئی، راستے میں عصر سے قبل جامعہ فیض یونس جاٹوں والا جانا ہوا، وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے اور الحمد للہ بعافیت واپس گھر پہنچے۔ ❀❀❀

جائزہ

دوسری قسط

باتیں صلیبی کمانڈر لوئس نہم کی

مولانا فتح محمد ندوی، دہلی

اس مذکورہ ذکر کے ساتھ بغداد کا ذکر نا گزیر ہے، کیونکہ بغداد سے اسلامی تاریخ کے بہت سے روشن باب وابستہ ہیں، بلکہ بغداد کے حوالے سے یہ کہنا کہ وہ ہماری اسلامی تاریخ کا قلب وجگر رہا ہے کوئی مبالغہ نہیں، عباسی بادشاہوں نے پوری دنیا کا نظام اسی سرزمین سے چلایا ہے، لیکن تاریخ کی ستم ظریفی نے ہمیشہ بغداد کو مشق ستم بنائے رکھا، اس میں کیا راز ہے اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے؛ لیکن قوموں کے عروج وزوال میں اپنے ہاتھوں کے کارنامے اور ساتھ ساتھ اعمال ناموں کا بھی بڑا دخل ہے، بہر کیف سن ۷ھ ہجری میں تاتاری قوم کے قہر سے جو قیامت اہل بغداد پر گزری اس کو بعض مؤرخوں نے بیان کرنے سے اس لیے گریز کیا کہ کہیں لوگ اس کی صداقت پر یقین نہ کریں، مشہور مؤرخ علامہ ابن اثیر کے بقول:

''ان تاتاریوں کو وہ موقع جس کی مثال ماضی میں ملتی ہے اور نہ عصر حاضر میں ایک جماعت جو حدود چین سے نکلتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال سے کم کے عرصے میں اس اطراف سے ارمینیہ کے علاقوں تک پہنچ جاتی ہے اور ہمدان کی جانب سے عراق سے متجاوز ہو جاتی ہے، اللہ تعالی کی قسم مجھے اس میں شک نہیں کہ جب کچھ زمانہ گذر جائیگا اور ہمارے بعد آنے لوگ اس واقعہ کو لکھا ہوا دیکھ کر اس کا انکار کر کے اسے بعید سمجھے گے''۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۳۲ جلد ۷)

ایک مشہور مصنف تاتاری حملے کی صورت حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''صبح قیامت تک جب بھی یہ امت ان بیالیس سالوں کو یاد کرے گی تو خون کے آنسوں روئے گی، کیسے کیسے لعل وگوہر، کیسے کیسے صاحب علم وفن اہل ورع اور شب زندہ دار، اس امت نے ان بیالیس سالوں میں گنوائے ہیں ان کی یادیں اس امت کو ہمیشہ تڑپائیں گی، شاید اب یہ آسمان اپنے نیچے اور یہ زمین اپنے سینے پر ایسے یکتائے روزگار کو کبھی یکجا نہ دیکھ پائے گی، ماوراء النہر، خراسان اور عراق عجم کے خون کے سمندر میں تبدیل ہو گئے، سیر دریا کے شہر جند، خجند، اترار، فناکت، سقناق، اوزجند، اور اشناش لاشوں کے ڈھیر میں بدل گئے، بخارا کے قلعے میں تیس ہزار اور شہر میں ستر ہزار، سمرقند میں ایک لاکھ مرد، عورت اور بچے قتل کر دیے گئے، خوارزم میں ایک لاکھ قیدی بنا لیے گئے، جو بعد میں ''حشر'' کی آگ میں جھونک دیے گئے، اور تین لاکھ سے زائد وہیں قتل کر دیے گئے، مازندران اور آذربائجان میں ہر ستر ہزار لاشوں کے ڈھیر پر ایک رونے والا بھی مشکل سے میسر آ سکتا تھا، خراسان اور مرو میں تیرہ لاکھ مرد عورت اور بچے ذبح کر دیے گئے۔

نیشاپور میں عورتوں اور بچوں کے علاوہ دس لاکھ اور چالیس ہزار مرد قتل کر دئے گئے ہرات میں سولہ لاکھ مسلمان قتل کیے گئے، قریب ہی کالیوان کے چھوٹے سے علاقے میں ایک لاکھ لوگ موت کے گھات اتار دیے گئے، ہرات میں مولانا شرف الدین اور دیگر پندرہ اشخاص جن کے نام تاریخ ہرات میں مرقوم ہیں باقی بچے، ہرات اس کے پاس کے مضافات کی اٹھارہ لاکھ آبادی میں چالیس اشخاص کے علاوہ کوئی نہ تھا، وہ لوگ ملک غیاث الدین کے مقبرے کے نیچے رہتے تھے، پندرہ سالوں تک ہرات کے شہر یا ہرات کی سرزمین پر ان چالیس اشخاص کے علاوہ کوئی نہ تھا، بلخ میں دو لاکھ لوگ ذبح کر دئے گئے، غزنی، طالقان اور بامیان میں عورت مرد بوڑھے اور بچوں کی بات تو درکنار کتے اور بلی تک زندہ نہ بچے، غور میں ایک نفر زندہ نہ چھوڑا گیا، فیروزکوہ

میں بھی کوئی فرد بشر زندہ نہ بچا۔

بغداد میں تین دنوں تک گلی کوچوں میں پانی کے بجائے خون بہتا رہا، دجلہ کا پانی میلوں تک سرخ ہوگیا، چھ ہفتوں تک یہ قہر ٹوٹتا رہا، محلات، مساجد اور مقابر یا تو خاکستر کردئے گئے، یا زمین بوس، شفا خانوں میں مریض، مدارس میں طلبہ اور ان کے اساتذہ ذبح کردئے گئے، مقابر کو اکھاڑ کر شیوخ اور اماموں کی باقیات کو اور تمام علمی خزانوں کو خاکستر کردیا گیا، کتابیں آگ کے شعلوں میں پھینک دی گئی اور جہاں دجلہ قریب تھا وہاں اس کے حوالے کردی گئی، پانچ صدیوں کا سارا اثاثہ راکھ کردیا گیا، اور بغداد کی ساری آبادی جو گیارہ لاکھ سے زیادہ افراد پر مشتمل تھی قتل کردی گئی۔(عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال صفحہ۱۵۴)

بعض مورخین نے بغداد میں قتل ہونے والے مسلمانوں کی تعداد میں اختلاف کیا، بعض کہتے ہیں آٹھ لاکھ، بعض کہتے ہیں ایک کروڑ آٹھ لاکھ، بعض کہتے ہیں مقتولین کی تعداد دو کروڑ تک پہنچی ہے، مؤرخین کے مطابق جب یہ تقدیر کا فیصلہ پورا ہوا اور چالیس روز گزر گئے تو بغداد بالکل ویران ہوگیا، وہاں معدودے چند آدمی تھے مقتولین راستوں میں پڑے تھے جیسے ٹیلے، پھر جب ان پر بارش پڑی تو ان کی صورتیں بدل گئی اور شہر ان کی لاشوں سے بدبودار ہوگیا اور ہوا آلودہ ہوگئی، جس کی وجہ سے سخت وبا پھیلی اور بیماری متعدی ہوکر بذریعہ ہوا شام پہنچ گئی، ہوا کی خرابی اور فضا کی آلودگی سے بہت سے لوگ موت کا شکار ہوئے لوگوں پر مہنگائی، وبا قبا اور طاعون جمع ہوگئے۔(تاریخ ابن کثیر)

یہ تمام صورت حال جس کا ذکر اوپر ہوا بغداد اور دوسرے اسلامی ملکوں کو کیوں پیش آئی؟، کیا مملکت بغداد اور خورزم شاہ کی حکومت اتنی کمزور ہوگئی تھی کہ وہ تاتاری سیلاب کو روکنے سے قاصر تھیں اور اس کا مقابلہ کرنے کی ان میں ہمت اور طاقت نہیں تھی اس طرح کے بہت سے سوالات کسی کے بھی ذہن میں آسکتے ہیں، کیونکہ ان دونوں حکومتوں کے پاس بڑی طاقت اور دولت کے انبار تھے اور ساتھ ہی ان دونوں حکومتوں کے تگ وتاز میں پوری دنیا تھی ایک انگریز مؤرخ ہیرلڈ لیمب اپنی کتاب چنگیز خان میں لکھتا ہے، اسلامی ملکوں کے قلب میں سلطان محمد خوارزم شاہ اورنگ شاہی پر خدائے جنگ بنا بیٹھا تھا اس کی قلمرو ہندوستان کی سرحد سے بغداد تک اور بحر خوارزم سے خلیج عجم تک۔(تاریخ دعوت وعزیمت ۳۱۰)

اور بغداد کی اسلامی سلطنت کے ایک عظیم خلیفہ ہارون رشید نے ایک مرتبہ بادل کے ایک ٹکڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ جہاں تیرے جی میں آئے جاکر برس، تیری پیداوار کا خراج میرے ہی پاس آیگا۔(تاریخ دعوت وعزیمت صفحہ ۶۹)

اس تناظر میں ان سوالات کا ذہن میں آنا فطری ہے؛ لیکن ان سوالات کی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے بغداد کا سقوط اور خوارزم شاہ کی حکومت کی تباہی کا سبب الگ الگ ہے، خوارزم شاہ کا قصور یہ تھا کہ اس نے چنگیز خان کے سفیر کا قتل کیا تھا جس کی وجہ سے تاتاری ان پر بھوکے درندوں کی طرح ٹوٹ پڑے اور عظیم سلطنت کا جو حال ہوا اس کا ذکر اوپر گذر چکا، جہاں تک بات بغداد کی ہے تو بغداد میں وہی مشترک باتیں ہیں جو لوئس نہم کے نظریئے کی پیداوار ہیں، یعنی سلطان معتصم باللہ کے وزیر ابن علقمی کی بغاوت، اس کی وجہ مؤرخوں نے یہ بیان کی ہے کہ پچھلے سال جب اہل سنت اور روافض میں سخت جنگ ہوئی جس میں کرخیوں اور روافض کے محلوں میں لوٹ مار ہوئی، حتی کہ وزیر کے بعض رشتہ داروں کے گھر بھی اس کا شکار ہوئے تو اس پر وزیر کو سخت غصہ آیا جس کی بدولت اس نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف وہ چال چلی جس کے نتیجے میں یہ اتنا بھیانک واقعہ پیش آیا، جس کی تاریخ میں بدترین مثال نہیں ملتی، جب سے بغداد بنا، اسی وجہ سے پہلا شخص جو تاتاریوں کی طرف سے نکلا وہ یہی وزیر تھا، وہ اپنے اہل وعیال، دوست احباب اور خدم وحشم کے ساتھ نکل کر بادشاہ ہلاکو خان کے ساتھ مل گیا (اللہ اس پر لعنت کرے) پھر وہاں سے واپس آکر خلیفہ کو اس کے پاس جانے اور اس کے سامنے پیش ہونے کا مشورہ دیا، تاکہ اس بات پر صلح ہوجائے کہ بغداد کا نصف خراج انہیں دیں گے اور نصف

خلیفہ لیگا تو خلیفہ کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ سات سو سواروں کے ساتھ نکلے جن میں قاضی ،فقہاء وصوفیاء اور حکومت کے بڑے بڑے عہدیدار شامل تھے یہ لوگ جب ہلاکو خان کی منزل کے قریب پہنچے تو سوائے سترہ آدمیوں کے باقی سب چھپا دئے گئے، خلیفہ ان مذکورہ لوگوں کو بچا کر لے گیا اور بقیہ کو سواریوں سمیت اتار کر لوٹ لیا اور سب کو قتل کر دیا، خلیفہ کو ہلاکو کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے خلیفہ سے بہت سی چیزوں کا سوال کیا، کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کی آواز اس خطرے کی وجہ سے جو اہانت اور زبردستی کی وجہ سے اس نے دیکھی تھی ،لڑکھڑا گئی ،اس کے بعد وہ بغداد واپس ہوا ،اس کے ساتھ خواجہ نصیر الدین طوسی اور وزیر ابن علقمہ وغیرہ تھے ،خلیفہ کی حفاظت اور مطالبات کے تحت تھا اس نے دارالخلافہ سے سونے چاندی زیورات اور بہت سی عمدہ چیزیں منگوائی ،ادھر روافض کے ان سرداروں اور دوسرے منافقین نے ہلاکو خان کو صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا ،اس وزیر نے کہا کہ اگر صلح ہو بھی گئی تو کم ازکم سال دوسال چلے گی ،انہوں نے ہلاکو خان کے سامنے خلیفہ کا قتل کرنا مناسب سمجھا ،تو تونہی خلیفہ ہلاکو خان کے سامنے آیا تو اس نے قتل کا حکم دے دیا ، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قتل کا مشورہ وزیر ابن علقمہ اور طوسی نے دیا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۷ رصفحہ ۲۵۶)

شاید ہماری بدقسمتی کی انتہا کا اندازہ لگانے کے لیے یہ کافی ہے کہ ہم اکثر اپنوں ہی کے ہاتھوں مارے اور ذبح کیے گئے ہیں ،ہمیشہ دوسروں کی دست برد جس نے ہمارے جسم کو ٹکڑوں میں تقسیم کیا ہے خود ہمارے ہی ہاتھوں سے چلی ،غرض وہ سب ہوا اور ابھی ہو رہا ہے جس کی امید زندہ قوموں سے نہیں لگائی جاسکتی ،ایسا لگتا ہے کہ ہماری روح اور ضمیر اپنے سینے میں زندہ ہونے کے باوجود مردہ یا جاں بلب ہو گئے ہیں، وہ کردار وہ گفتار اور وہ اخوت اب ان بے ضمیر اور بے کردار دلوں سے نکل گئی جس کو غیرت اور حمیت سے یاد کیا جاتا تھا ،نالہ شب گیری کا ذکر تو کجا ،اس ناامیدی میں ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی عرب یا عجم کے لالہ زاروں سے مسیحائی کا روشن چراغ لیکر اٹھے ،اور ان مردہ دلوں میں امید کی آس جگا دے ،ورنہ تمام قافلہ اور سالار قافلہ محوخواب ہے کب وہ اس نیند سے بیدار ہو اور کب یہ تاریکی چھٹے ،اور کب روشنی کے مینار بلند ہو ،اس پر کچھ نہیں کہا جاسکتا ؛لیکن ہمیں اللہ کی ذات سے پر امید ہے کہ ایک دن آیگا جب یہ امت پھر تازہ دم ہوکر اٹھے گی اور اسی طاقت ،ہمت اور حوصلوں کے ساتھ اٹھے گی جو اس کی عادت ہے، ماضی کی ہزاروں مثالیں اس بات کی گواہ ہیں کہ اس امت پر ایسے بہت سے فکری اور عسکری حملے ہو چکے ہیں ،جس میں اپنے اور غیر برابر کے شریک رہے ،لیکن اللہ کے فضل سے کبھی عرب وعجم کبھی عباسی اور کبھی سلجوقی اور خود کبھی تاتاری قوم ہی اسلام کی محافظ بن گئی ،یہ اسلام کی ابدیت اور آفاقیت کی واضح دلیل ہے اور دوسری طرف اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالی جب یہ دیکھتا ہے کہ کسی قوم کے ہاتھ پیر اسلام کی حفاظت کے لیے سستی اور کاہلی کا مظاہرے کر رہے ہیں تو ان سے یہ دولت چھین لیتا ہے جیسے پہلے عرب پھر عجمی ہاتھ اسلام کی آبرو بنے رہے اور اب یہ دولت کس کے ہاتھوں میں جائے ،کون اسلام کا محافظ ہوگا ،اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

❁❁❁❁❁

حضرت مولانا کبیر الدین فاران مظاہری مدظلہ العالی

ناظم مدرسہ قادریہ مسروالا ہماچل پردیش کی تین تازہ ترین تصنیفات

(۱) مٹی کا چراغ جلد اول صفحات ۴۳۶ ر قیمت ۳۰۰ ر روپے

(۲) دعوت وتبلیغ انسانیت کی اصلاح کی کلید صفحات ۳۲۔ قیمت ۲۵ ر روپے

(۳) استاد (زمین سے عرش تک پہنچانیوالی ذات ،صفات اور حقائق کے آئینہ میں) صفحات ۴۰۔ قیمت ۳۰ ر روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ عزیزیہ مدرسہ قادریہ مسروالا ،ہماچل پردیش

Website. madrasaquadria.org

Email. quadriahp@gmail.com

اصلاح معاشرہ

قرض دینے اور لینے کے مسائل

مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری

قرض دینے والے کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ صدقہ کا ثواب دس گنا دیا جائے گا اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا دیا جائے گا، تو میں نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ قرض دینا صدقہ سے بھی افضل ہے، تو جبرئیل امین نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدقہ مانگنے والا اس حال میں مانگتا ہے کہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے اور قرض مانگنے والا قرض نہیں مانگتا ہے مگر صرف اپنی ضرورت کے لئے مانگتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

قرض کا معاملہ طے کرتے وقت دستاویز لکھنے کا حکم:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْهُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَکْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ"۔ (سورۂ بقرہ رکوع ۷)

اے ایمان والو! جب تم آپس میں معاملہ کرو ادھار کا کسی وقت مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ لکھ دے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے اور انکار نہ کرے لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا کہ سکھایا اس کو اللہ نے، سو اس کو چاہئے کہ لکھ دے، اور بتلاتا جاوے وہ شخص کہ جس پر قرض ہے اور ڈرے اللہ سے جو اس کا رب ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

گواہ بنانے کا حکم:

"واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجلٌ وّامرأتان ممن ترضون من الشھداء"۔ (سورۂ بقرہ)

اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے کہ جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

آیت بالا میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جب تم آپس میں قرض کا لین دین کرو جس کی میعاد مقرر ہو تو اس کو لکھ لیا کرو، اس لکھنے میں قرض کی مقدار بھی آ جائیگی، اور جس وقت ادا کرنا طے کیا ہو وہ وقت تحریری طور پر متعین ہوجائے گا، دونوں باتیں مفید ہوں گی کیونکہ خدانخواستہ آپس میں کوئی اختلاف ہوگیا تو تحریر سامنے ہوگی جس سے اختلاف رفع ہوجائیگا۔

قرض اداکرنے کی اہمیت:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے سنگریلے میدان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا تو سامنے جبل احد دکھائی دینے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر میں نے کہا لبیک یارسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگے گی کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اس سونے میں سے ایک دینار رہتے ہوئے میرے اوپر تین دن گزر جائیں، ہاں البتہ اگر میرے اوپر قرض ہے، تو اس کی ادائیگی کی مقدار پہلے الگ کر کے محفوظ کرلوں گا۔ (بخاری شریف)

مؤمن کی نجات کا مدار قرض ادا کرنے کے اوپر ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی روح کی نجات معلق رہتی ہے اس کے قرض کے ساتھ تا آنکہ اس کی طرف سے قرض ادا کردیا جائے۔(ابن ماجہ شریف)

ایک اور حدیث شریف میں اس سے بھی وضاحت کے ساتھ مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی مسلمان قرض کا بوجھ لیکر دنیا سے رخصت پاتا ہے تو آخرت میں اس قرض کی ادائیگی لازم ہے لیکن یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہئے کہ آخرت میں درہم ودنانیر، روپیہ پیسہ نہیں ہوں گے، وہاں پر قرض کی ادائیگی نیکیوں کے ذریعہ ہوگی، مقروض کی نیکیوں سے قرض خواہ کے قرض کی ادائیگی ہوگی، اگر مقروض کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں تو قرض خواہ کے گناہ مقروض کے سر ڈالے جائیں گے، آخرکار مقروض کی نیکیوں کو لیکر قرض خواہ جنت میں چلا جائے گا، اور قرض خواہ کی برائیوں کو لیکر مقروض کو جہنم میں جانا پڑے گا، حدیث شریف میں آتا ہے: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم "من مات وعلیه دینار او درهمٌ قُضِیَ مِنْ حَسَنَاتِهِ لَیس ثُمَّ دِیْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ"۔(ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس حال میں مرتا ہے کہ اس پر دینار یا درہم (لوگوں کے روپیہ پیسہ) کا بوجھ ہے تو قیامت کے دن اس کی نیکیوں سے اس کا قرضہ چکایا جائے گا، وہاں پر دینار و درہم نہیں ہے۔

قرض لیکر بالقصد ادا نہ کرنیکا عذاب:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص کسی سے قرض لیتا ہے اس حال میں کہ اس کے دل میں اس قرض کے ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو اللہ تعالی کے دربار میں چور بن کر حاضر ہوگا۔(ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث شریف میں اور بھی سخت وعید وارد ہوئی ہے، جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه و سلم "قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ"۔(ابن ماجہ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص لوگوں کا مال اس ارادے سے لیتا ہے کہ اس کی نیت ہلاک اور ضائع کرنے کی ہے تو اللہ تعالی اسی کو ہلاک کرڈالے گا۔

قرض ادا کرنے کے ارادہ پر مدد خداوندی:

حضرت ام المومنین میمون رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے اپنے نبی اور اپنے خلیل علیہ الصلوۃ والسلام سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی بھی مسلمان اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے قرض لیتا ہے اس حال میں کہ اللہ تبارک وتعالی کو اس کی طرف سے اس کی نیت کا علم ہے کہ وہ اس قرض کی ادائیگی کا حتمی ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالی دنیا ہی کے اندر اس کی طرف سے قرض کی ادائیگی کے اسباب ضرور فراہم کردے گا۔(ابن ماجہ)

قرضدار کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس کے اوپر قرض ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ کیا اس کے قرض کی ادائیگی کے لئے ترکہ میں کچھ مال ہے تو اگر یہ جواب ملتا کہ قرض کی ادائیگی کے لئے ترکہ موجود ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے یہ فرمادیا کرتے تھے کہ تم خود اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔(ترمذی شریف)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک جنازہ لایا گیا تو صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس پر قرض نہیں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس کا

کچھ ترکہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ترکہ بھی متعین نہیں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی، پھرایک دوسرا جنازہ لایا گیا، صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نماز جنازہ پڑھانیکی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے جواب ملا کہ جی ہاں قرض ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرض کی ادائیگی کے لئے ترکہ میں کچھ ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ تین دینار ہیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی، پھرایک تیسرا جنازہ لایا گیا، صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جنازہ پڑھانے کی گزارش کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس کا کچھ ترکہ ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ نہیں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ تین دینار کا قرض ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خود اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو، حضرت ابوقتادہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس کی نماز جنازہ پڑھادیجئے اس کے قرض کی ذمہ داری مجھ پر ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز پڑھائی۔(بخاری شریف)

چار قسم کے لوگوں کے عذاب سے دوسرے جھنمیوں کو تکلیف:

حضرت شفیع بن ماتع اصحی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ چارقسم کے جہنمی اہل جہنم کے لئے اذیت پر اذیت کا باعث ہوں گے جوحمیم (کھولتے ہوئے پانی) اورجحیم (دہکتی ہوئی آگ) کے درمیان دوڑتے ہوئے ہوں گے، اورموت اور ہلاکت کو پکارتے ہوئے ہوں گے جنہیں دیکھ کر اہل جہنم آپس میں کہیں گے کہ ان پر کیا مصیبت آئی کہ یہ (اپنے ساتھ) ہمیں بھی مصیبت درمصیبت میں مبتلا کررہے ہیں (تو ان چاروں میں سے) ایک وہ شخص ہوگا جس کوانگاروں کے صندوق میں بند کردیا جائے گا، دوسرا وہ آدمی ہوگا جو اپنی آنتیں گھسیٹتا ہوگا، اور تیسرے شخص کے منہ سے پیپ اورخون بہہ رہا ہوگا، اور چوتھا شخص اپنا گوشت کھاتا ہوگا، پس صندوق والے سے پوچھا جائے گا کہ ''الابعد'' خدا کی رحمت سے دور ہوجا، کیا ماجرہ ہے جس نے ہمیں مصیبت پر مصیبت میں ڈال رکھا ہے وہ جواب دے گا کہ یہ بدنصیب اس حال میں مرا کہ اس کی گردن پر لوگوں کے مالی حقوق تھے، پھر آنتیں کھینچنے والے سے اسی طرح سوال کیا جائے گا، وہ جواب دے گا کہ یہ محروم القسمت اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتا تھا کہ پیشاب اس کے بدن پر کہاں لگ رہا ہے، اس کے بعد منہ سے پیپ اور خون نکلنے والے سے اہل جہنم اسی طرح سوال کریں گے، تو وہ جواب میں کہے گا کہ یہ ازلی بدبخت جب کسی غلط بات کو دیکھتا تو اس سے اس طرح لطف اندوز ہوتا تھا کہ جیسے بدکاری سے لطف حاصل کیا جاتا ہے، اورآخر میں خود اپنا گوشت کھانے والے سے صورت حال معلوم کی جائے گی تو وہ کہے گا کہ یہ کمترین محروم القسمت (دنیا میں) پیٹھ پیچھے (غیبت کرکے) لوگوں کا گوشت کھایا کرتا تھا اور چغلی کھانے میں دلچسپی لیتا تھا۔(الترغیب والترہیب)

تین قسم کے لوگ جنت سے محروم:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی مومن ان تینوں میں سے ہرایک سے محفوظ ہوجاتا ہے تو انشاءاللہ تعالی مستحق جنت ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی، اوراگر ان تینوں برائیوں میں سے کسی ایک میں بھی پھنس جاتا ہے تو جنت سے محرومی ہوجائے گی:

(۱)الکبر: کبروغرور کی برائی یہ ایسی خطرناک برائی ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک یہ برائی شرک کے برابر ہے، اس لئے کہ کبریائی اللہ تعالی کی صفت ہے، حدیث قدسی ملاحظہ فرمائیں:

”عن ابی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اللّٰہ عزوجل الکبرباء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدۃ منہما القیتہ فی جہنم“۔(مسندامام احمد بن حنبل)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی نے ارشادفرمایا کہ کبروغرور

میری چادر ہے اور عظمت میری لنگی ہے، لہٰذا جو شخص مجھ سے ان دونوں میں سے کسی ایک کو چھیننا چاہے تو میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔

(۲) الغلول: خیانت کی نحوست، خیانت ایک ایسی نحوست ہوتی ہے کہ جس شخص میں خیانت کی عادت ہوجاتی ہے، اس میں جھوٹ، چوری، حرام وغیرہ ہر برائی کی عادت ہوجاتی ہے، معلوم ہوا کہ خیانت، حرام خوری اور جھوٹ چوری کی جڑ اور بنیاد ہے، جس شخص میں خیانت کی نحوست ہوگی وہ مستحق جنت نہیں ہوسکتا اور جو خیانت کی نحوست سے محفوظ ہوگا وہ مستحق جنت ہوگا۔

(۳) الدین: قرض کی ذمہ داری، قرض بھی ایک ایسی خطرناک ذمہ داری ہے کہ جب اس کی ادائیگی کے اسباب نہ ہوں تو آدمی کی نیت خراب ہوجاتی ہے پھر وہ جھوٹ بولنے اور قرض کے ادا کرنے کے لئے حیلہ بہانہ ڈھونڈتا ہے یا ادائیگی کے اسباب ہیں مگر نیت خراب ہوجائے تو حرام خوری کی نحوست میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس لئے جو شخص اس حال میں مرتا ہے کہ اس کے سر پر قرض کا بار ہے اور ترکہ میں ادائیگی کے لائق مال بھی نہیں ہے اور قرض خواہ نے معاف بھی نہیں کیا تو مستحق جنت نہیں ہوسکتا، حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں: عن ثوبان قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "من مات وهو بريٌ من الكبر والغلول والدين دخل الجنة"۔ (ترمذی شریف)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس حال میں مرتا ہے کہ وہ کبر وغرور وخیانت و مال حرام اور قرض کی ذمہ داری سے بری اور پاک ہے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

تنگ دست قرضدار کومہلت دینا:

"وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"۔ (سورۂ بقرہ)

اور اگر ہے تنگدست تو مہلت دینی چاہئے کشائش ہونے تک اور بخش دو تو بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو سمجھ ہے، اس آیت مبارکہ میں تنگدست قرضدار کو مہلت دینے کی ترغیب دی ہے کہ جب تک مال میسر نہ ہو اس کو مہلت دیدو اور یہ بھی فرمایا اگر اس پر صدقہ کردو یعنی اپنا قرض بالکل ہی معاف کردو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، معاف کرنے کو صدقہ سے تعبیر فرمایا جس میں اس طرح اشارہ ہے کہ جس طرح صدقہ دینے سے مال بڑھتا ہے اور مال میں برکت ہوتی ہے اسی طرح قرضدار کا قرضہ معاف کردینے میں بھی وہی برکات حاصل ہوں گی جو صدقہ دینے کی برکات ہیں، تنگدست قرض دار کو مہلت دینے اور قرضہ معاف کردینے کی احادیث شریفہ میں بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک تاجر لوگوں سے قرضوں کا لین دین کیا کرتا تھا، قرضہ وصول کرنے پر جو غلام اس نے مقرر کر رکھے تھے ان سے کہتا تھا کہ جب کسی تنگدست کے پاس پہنچو تو اس سے درگزر کردینا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر فرمائے گا چنانچہ موت کے بعد جب وہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا تو خدا تعالیٰ شانہ نے اس سے درگزر فرمادیا۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کو اس بات کی خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی بے چینیوں سے نجات دے تو تنگدست (قرضدار) کو مہلت دیدے یا معاف کردے۔ (مسلم)

حضرت ابو اسیر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے کسی تنگدست کو مہلت دے دی یا قرضہ معاف کردیا تو اللہ تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اپنے سایہ میں رکھے گا۔ (مسلم شریف)

قرض دینا بھی ایک طرح کا صدقہ ہے اگر چہ بعد میں وصول ہوجائے اور مہلت دینا بھی صدقہ کرنے میں شامل ہے، تفسیر ابن کثیر میں بحوالہ مسند احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے جس نے کسی تنگدست کو مہلت دیدی تو اس کو روز آنہ اسی قدر صدقہ دینے کا

ثواب ہوگا جتنا قرض اس نے کسی کو دیا ہے یہ ثواب ادائیگی قرض کا مقررہ وقت آنے سے پہلے ملتا ہے پھر مقررہ وقت آنے کے بعد مہلت دے تو روزانہ اتنے مال کا دوگنا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، جتنا اس نے قرض دیا ہے۔(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۳۱ر جلد ا)

تفکرات اور قرض کی ادائیگی کے لئے دعا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے، وہاں دیکھا کہ ایک انصاری صحابی جن کو ابو امامہ کہا جاتا تھا بیٹھے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابو امامہ کیا بات ہے میں تو تم کو نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت سے تفکرات اور قرضے میرے ذمہ پڑ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کلام نہ بتاؤں جسے پڑھو گے تو اللہ تمہارے تفکرات دور فرماوے گا، اور تمہارے قرضے ادا فرمادے گا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مندرجہ ذیل دعا بتائی اور فرمایا کہ اس کو صبح وشام پڑھا کرو، ان صاحب کا بیان ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ پاک نے میری فکرمندی دور فرمادی اور قرض بھی ادا فرمادیا۔(سنن ابی داؤد)

دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ غَلْبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ“۔(ابوداؤد)

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکرمندی سے اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہوجانے سے اور سستی کے آنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زور آوری سے۔

”رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ“۔

❁❁❁

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

اہم تصانیف

۱-مختصر تجوید القرآن (بروایت حفص اردو) ۲۰ر روپئے
۲-بچوں کی تمرین التجوید (تجوید کے قواعد، مشق اور طریقہ تدریس اردو) ۱۰ر روپئے
۳-جیب کی تجوید (تجوید کے ضروری قواعد کا پاکٹ سائز مجموعہ) ۵ر روپئے
۴-ریاض البیان فی تجوید القرآن (بروایت حفص عربی) ۲۰ر روپئے
۵-رہنمائے سلوک وطریقت ۲۰ر روپئے ۶-مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا ۱۰ر روپئے
۷-الامامۃ فی الصلاۃ ومسائلہا واحکامہا ۳۰ر روپئے
۸-التدخین بین الشرع والطب ۲۰ر روپئے ۹-حیات عبد الرشید ۲۰۰ر روپئے
۱۰-سیرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ ۱۰۰ر روپئے
۱۱-تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ ۱۰۰ر روپئے
۱۲-تذکرہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ۱۰ر روپئے
۱۳-تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ ۱۰ر روپئے
۱۴-تذکرہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ ۱۰ر روپئے
۱۵-چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید ۱۵۰ر روپئے
۱۶-مقالات ومشاہدات ۳۰ر روپئے ۱۷-مکتوبات اکابر ۳۰ر روپئے
۱۸-چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول ۱۰ر روپئے
۱۹-افکار دل (۳۰ر تقریروں کا مجموعہ) ۱۰۰ر روپئے
۲۰-تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ ۲۰۰ر روپئے
۲۱-مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ ۲۰ر روپئے
۲۲-سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ر روپئے
۲۳-میری والدہ مرحومہ (نقوش وتأثرات) ۱۵ر روپئے
۲۴-قادیانیت نبوت محمدیؐ کے خلاف بغاوت ۱۰ر روپئے
۲۵-لڑکیوں کی اصلاح وتربیت ۱۵ر روپئے
۲۶-تذکرہ حضرت حافظ عبد الرشید رائے پوری ۱۰ر روپئے
۲۷-نقوش حیات حضرت مولانا عبد الرحیم متالا ۲۰۰ر روپئے
۲۸-ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوریؒ ۲۵ر روپئے
۲۹-تصوف اور اکابر دیوبند ۲۰ر روپئے
۳۰-امامت کے احکام ومسائل ۱۰۰ر روپئے
۳۱-فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات ۱۰ر روپئے
۳۲-اللہ ورسول کی محبت ۲۰ر روپئے
۳۳-ماں باپ اور اولاد کے حقوق ۲۰ر روپئے
۳۴-عقائد اور ارکان اسلام ۲۰ر روپئے
۳۵- Rules of Raising Funds ۱۰ر روپئے
۳۶- Beliefs and Pillars of Islam
۳۷- Rights of Perents and children

ملنے کا پتہ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

تبصرے

نئی کتابوں پر تبصرہ

محمد مسعود عزیزی ندوی

نام کتاب: سیرۃ النبی الامین

نام مؤلف: مولانا محمد طاہر قاسمی

صفحات: ۵۰۴/ قیمت: ۲۵۰/

ناشر: مرکز العلم والتربیہ مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر، سہارنپور، یوپی

پیش نظر کتاب ''سیرۃ النبی الامین'' عربی زبان میں تحریر کی گئی ہے، جس میں سوال وجواب کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے اور آسان زبان میں سیرۃ النبی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے، آج کل کمپیٹیشن کا دور ہے، اسکول وکالج اور مدارس اسلامیہ میں بھی بچوں کو کوئز زیادہ کرائے جاتے ہیں، جس سے مسابقہ میں آسانی ہوتی ہے۔

مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی کو اللہ تعالی نے توفیق دی اور انہوں نے یہ موضوع اختیار کیا اور چونکہ موضوع آفاقی اور مقدس ہے، اس لئے زبان بھی آفاقی اور عالمگیر اختیار کی، پھر اس میں سادگی، سلاست، روانی اور جاذبیت ہے، ان صفات نے کتاب کو سہ آتشہ بنا دیا ہے، اور سیرت کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک بہترین شاہکار تیار کر دیا ہے، مواد بھی مستند اور قابل اعتبار ہے، کیونکہ مستند کتابوں سے ہی اس کی تیاری میں مدد لی گئی ہے، جس سے کتاب کی اہمیت وافادیت دوبالا ہو جاتی ہے، ظاہری اور معنوی خوبصورتی سے مزین ہے، شروع کتاب میں مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کا مقدمہ ہے جو کتاب کیلئے سند کا درجہ رکھتا ہے، اس کے بعد حضرت مولانا مکرم حسین صاحب سنسار پوری، مولانا نذیر احمد ندوی اور مولانا عبد الخالق سنبھلی کی تقاریظ بھی کتاب کی زینت ہیں، کتاب کی کتابت وطباعت عمدہ، ٹائٹل رنگین اور مجلد ہے، امید ہے کہ طلبہ مدارس اس کو حاصل کر کے فائدہ اٹھائیں گے اور سیرت کے موضوع پر عربی زبان میں اپنی معلومات میں اضافہ کریں گے۔

نام کتاب: حیات شیخ زبیر رحمہ اللہ

نام مؤلفین: مولانا سید محمد زین العابدین ومولانا انیس احمد مظاہری

صفحات: ۷۳۶/ قیمت: درج نہیں

ناشر: مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور (پاکستان)

پیش نظر کتاب داعی الی اللہ، ناشر رشد وہدایت جماعت تبلیغ کے اہم رکن رکین، سابق رئیس التبلیغ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی کے خلف الصدق، حضرت مولانا زبیر الحسن صاحب کاندھلوی کے سوانح حیات پر مشتمل ایک ضخیم اور اہم کتاب ہے، جو مولانا کے حالات زندگی، آثار وافکار، دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں جہد مسلسل بلکہ آپ کی پاکیزہ زندگی کے تابندہ نقوش پر ایک علمی مرقع اور تاریخی دستاویز ہے، مولانا زبیر صاحب بچپن سے ہی دعوتی فکری ذہن رکھنے والے اور قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنیوالے عالم دین اور داعی الی اللہ تھے، ان کی زندگی بڑی قابل رشک اعمال خیر سے بھری ہوئی اور دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں جدوجہد کرنیوالوں کے لئے مشعل راہ ہے، زندگی بھر درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں مصروف رہے، ان کی وفات ۱۸/ مارچ ۲۰۱۴ء کو ہوئی، جس سے مرکز نظام الدین میں ایک خلا واقع ہو گیا اور جس سنجیدہ آدمی اور متوازن فکر کی حامل شخصیت کی وہاں ضرورت تھی وہ اللہ کے یہاں چلی گئی۔

ان کے حالات پر متعدد رسائل وجرائد نے مضامین شائع کئے، اور بعض حضرات نے کتابیں بھی تحریر کیں، پیش نظر کتاب دو علماء کرام مولانا سید محمد زین العابدین اور مولانا انیس احمد مظاہری کی تالیف ہے، جو آٹھ ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں دعوت وتبلیغ، دوسرے باب میں حیات وخدمات، تیسرے باب میں افادات وملفوظات، چوتھے باب میں تعزیتی پیغامات وتاثرات، پانچویں باب میں مقالات ومضامین، چھٹے باب میں عربی ادیبوں کے تأثرات، ساتویں باب میں اخبار ومجلّات کا خراج تحسین، آٹھویں باب میں تعزیتی مکتوبات، تواریخ وفات اور منظوم خراج تحسین ہے، ان ابواب سے کتاب کی اہمیت ووقعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، شروع کتاب میں مولانا شاہد صاحب مظاہری کا مضمون ایک عہد کا خاتمہ، پھر کلمات تبریک، کلمات عقیدت وجذبات مؤدت، عرض مولف، اور اس کے بعد مقدمہ ہے، کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، کتاب کا اسلوب آسان اور اچھوتا ہے، یہ کتاب پاکستان میں چھپی ہے، ضرورت ہے کہ ہندوستان سے بھی اس کی طباعت ہو، کتابت وطباعت عمدہ ٹائٹل رنگین اور کتاب مجلد ہے، امید ہے کہ قارئین اس کو حاصل کر کے فائدہ اٹھائیں گے۔

تعارف

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد

ایک دعوت،ایک تحریک اور ایک کارواں

مرکز احیاء الفکر الاسلامی ایک دینی، دعوتی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی، تعلیمی اور جامع عالمی ادارہ ہے، جس کا قیام مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دیگر علماء حق دیوبند، سہارنپور، رائے پور کی سرپرستی میں ۲۰ر رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹/اکتوبر ۲۰۰۰ء میں قرآن وحدیث اور اسلامی فکر کی دعوت وتبلیغ اور اشاعت کے لیے عمل میں آیا، جس کے بلند مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

اغراض ومقاصد

☆ قوم کے اندر صحیح اسلامی فکر اور دینی بیداری اور دینی حمیت اور عقیدۂ صحیحہ کی پختگی پیدا کرنا۔

☆ عصری اسلوب میں اسلامی کتب، دینی پمفلٹ، دعوتی، فکری اور ادبی لٹریچر تیار کرنا اور علماء حق کی کتابوں کی اشاعت کرنا۔

☆ ایسے علماء تیار کرنا جو کتاب وسنت کے وسیع وعمیق علم کے ساتھ جدید حالات وعصری علوم سے بخوبی واقف اور زمانے کے نبض شناس ہوں۔

☆ انٹر یا ہائی اسکول پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات نیز لڑکیوں کو الگ الگ پانچ سال کی قلیل مدت میں خصوصی کورس کے ذریعہ عالم دین بنانا۔

☆ اسلامی شفاخانوں کا قیام تاکہ نادار طلبہ کے ساتھ غرباء اور مساکین کا بھی علاج مفت اور اطمینان بخش ہو سکے۔

☆ مکاتب اور مساجد کا قائم کرنا۔

☆ غرباء ومساکین کے لیے پانی کا انتظام کرنا، ہینڈ پمپ اور ٹیوب ویل لگوانا۔

☆ اسلام کے خلاف مستشرقین کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات دینا اور یہ ثابت کرنا کہ اسلام ہر زمانہ میں اور ہر جگہ قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

☆ اتحاد ملی، اخوت اسلامی کے جذبات کو فروغ دینا اور نزاع باہمی کے فتنہ کو ختم کرنا۔

☆ مسلمانوں کو مادی قوتوں اور مغربی افکار سے متاثر ہونے سے روکنا۔

☆ فرق ضالہ کا مقابلہ کرنا اور ان کو اسلام کا پیغام پیش کرنا۔

☆ برادران وطن اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کرنا اور ان کے سامنے اس کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے باعث رحمت بتانا اور پیام انسانیت پیش کرنا۔

☆ عربی، اردو، انگریزی اور ہندی وغیرہ میں دینی ماہنامے، جرائد اور میگزین نکالنا۔

☆ سال میں کم از کم ایک مرتبہ ہند اور بیرون ہند کے اکابر علماء مفکرین اور دانشور حضرات کا جمع ہو کر دعوت وتبلیغ کے مؤثر منصوبے بنانا اور ملت کے مسائل کا حل پیش کرنا اور مسلمانوں کے اسلامی فکری نشوونما کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا۔

دائرہ کار

مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لانے اور عملی جامہ پہنانے کے لیے مرکز کے دائرہ کار کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ۔ (۲) جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات۔ (۳) شعبہ عربی ادب۔ (۴) ڈپلومہ ان انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر۔ (۵) اے ایس پبلک اسکول۔ (۶) مکتبۃ الامام ابی الحسن العامۃ۔ (۷) جمعیۃ اصلاح البیان۔ (۸) دعوت وارشاد۔ (۹) دارالافتاء۔ (۱۰) دارالقضاء۔ (۱۱) مجلس صحافت اسلامیہ۔ (۱۲) دارالبحوث والنشر۔ (۱۳) شعبہ کمپیوٹر۔ (۱۴) مطبخ۔

جامعۃ الاما م أبی الحسن الاسلامیۃ

تحفیظ القرآن الکریم: جس میں قرآن مجید تجوید کے ساتھ حفظ کرایا جاتا ہے، نیز اردو کی تعلیم، نقل اور املاء کا بھی اہتمام کرایا جاتا ہے، دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، کلمے اور ادعیۂ ماثورہ مسنونہ یاد کرائی جاتی ہیں، اس شعبہ میں حفظ کلام پاک کی مدت تین سال ہے۔

کلیۃ التجوید:- اس شعبہ میں روایت حفص کی متداول اور اہم کتب معتبرہ کے پڑھانے اور قرآن کریم کا اجرا ومشق کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کی مدت ایک سال رکھی گئی ہے۔

تدریب ائمہ مساجد:- اس شعبہ کا قیام اس لیے ہوا تاکہ ائمہ حضرات اور مدرسین کو تجوید وقرأت کی بعض اہم کتابیں پڑھائی جائیں اور ان کو قرآن کریم کی تجوید کے ساتھ مشق کرائی جائے، نیز امامت کے مسائل واحکام کے سکھانے کے لیے مستقل کتاب لکھی گئی ہے، تاکہ اس کی روشنی میں مسائل امامت سے واقفیت کرائی جائے، اس کی مدت ۳ ماہ، ۶ ماہ اور ایک سال ہے۔

کلیۃ الشریعۃ واصول الدین:- اس شعبہ میں عالمیت اور دینیات کے کئی کورس رکھے گئے ہیں۔

آٹھ سالہ کورس:- جس میں عربی اول سے آخر تک صرف ونحو عربی، عربی ادب، سیرت نبوی، تاریخ اسلامی، فقہ وحدیث اور تفسیر اور علوم عصریہ میں سے انگریزی، ہندی، حساب، سیاسیات، اقتصادیات، جغرافیہ، سائنس وغیرہ تمام علوم کا بندوبست کیا گیا ہے، اس شعبہ میں داخلہ کے مستحق وہ طلبہ ہیں جو حافظ قرآن، یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا اور ابتدائی ہندی اور انگریزی سے بھی واقف ہوں۔

پانچ سالہ خصوصی کورس:- یہ کورس ہائی اسکول یا انٹر پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے وضع کیا گیا ہے، جس میں ان کو مذکورہ علوم شرعیہ عربیہ پڑھائے جائیں گے اور عالمیت کی فراغت کی سند دی جائے گی۔

ایک سالہ کورس:- اس درجہ میں صرف وہ اسکولی تعلیم یافتہ حضرات یا معمولی لکھے پڑھے حضرات ہوتے ہیں جو زیادہ وقت نہیں دے سکتے ان کو ایک سال میں صرف دینیات اور اسلامیات کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے اور ان کا اسلامی معلومات، مسائل سے واقفیت کے ساتھ دینی ذہن بنایا جاتا ہے۔

ایک ماہ یادوماہ کا کورس:- اسکول یا کالجیز میں پڑھنے والے طلبا کے لیے جون، جولائی کی چھٹیوں میں مرکز کی عمارت یا کسی بھی بڑے شہر میں مرکز کے تحت ایک دینی، تعلیمی، تربیتی کیمپ لگایا جائے گا، جس میں ماہر اساتذہ، اسکالر، اسلامیات، دینیات اور اسلامی فکر اور تاریخ سے متعلق لیکچر اور محاضرے دیں گے۔

شعبہ کمپیوٹر: عربی پڑھنے والے طلبہ کو کمپیوٹر کا کورس کرایا جاتا ہے، جس میں ان کو اردو اور انگریزی میں کمپیوٹر کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔

كلية اللغة العربيه وآدابها: فضلائے مدارس کے لئے عربی ادب کا یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، جس میں فضلائے مدارس اور علماء کرام کو عربی ادب کا ایک سالہ خصوصی کورس کرایا جاتا ہے۔

شعبہ صنعت وحرفت: یہ شعبہ اس لئے قائم کیا گیا ہے تاکہ طلبہ ضروری دستکاری اور صنعت وحرفت سیکھ لیں، اور بوقت ضرورت اپنے دستکاری کے فن سے فائدہ اٹھاسکیں۔

جامعه فاطمة الزهراء للبنات

دوسالہ تربیتی کورس:- یہ جامعہ لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کے لیے قائم کیا گیا ہے، جس میں ابتداً لڑکیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، ادعیہ ماثورہ اور اردو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے، یہ لڑکیوں کا دوسالہ کورس ہے۔

لڑکیوں کا پانچ سالہ کورس:- اس میں وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں جو ہائی اسکول یا انٹر پاس ہوں، یا مڈل یا پرائمری ہوں، یا جو حافظ قرآن یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہوں، ان کو پانچ سال میں صرف ونحو عربی، عربی ادب، تاریخ اسلام، سیرت نبوی، حدیث وتفسیر اور فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور عالمۂ دین بنایا جاتا ہے، نیز کمپیوٹر اور امور خانہ داری، کشیدہ کاری اور گھریلو دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔

مكتبة أمامة العامة: - جامعہ کے تحت یہ لائبریری اس لیے قائم کی گئی ہے تاکہ طالبات خارجی اوقات میں اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کرنے کے لیے کتابوں سے فائدہ اٹھائیں، اور اپنا تحقیقی اور علمی مزاج بنائیں، جس میں کتابوں کی فراہمی کی جارہی ہے۔

ڈپلومہ ان انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر

مرکز کے تحت یہ شعبہ فضلائے مدارس کے لیے پانچ سال سے قائم ہے، جس میں ایسے ممتاز فضلا جو دیوبند، ندوہ، مظاہر علوم اور دوسرے مدارس سے فارغ ہوتے ہیں ان کا، ان کے تعلیمی معیار کے مطابق ایک ٹسٹ ہوتا ہے، جس میں ممتاز نمبرات حاصل کرنے والوں میں سے ۲۰/ فضلاء کا انتخاب کیا جاتا ہے، تاکہ ان کو انگریزی زبان میں مہارت پیدا کرائی جائے اور ان کا دعوتی مزاج بنایا جائے اور مستشرقین کی طرف سے اسلام کے خلاف ہونے والے اعتراضات کا وہ جواب دے سکیں اور اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو سمجھا جاسکے، اس شعبہ میں ۲۰/ فضلا وعلماء کا داخلہ ہوتا ہے، جن کے لیے ۲/ ماہر تعلیم اور انگریزی میں مکمل دسترس رکھنے والے عالموں کا انتظام کیا گیا ہے، واضح رہے کہ یہ دوسالہ کورس ہے جو ۱۰/ شوال سے شروع ہوتا ہے۔

اے، ایس پبلک اسکول

یہ اسکول اس لیے قائم کیا گیا ہے، تاکہ مسلمانوں کے بچے یہاں دینی ماحول میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیم وتربیت کے ساتھ عصری، دنیوی اور اسکولی تعلیم سے بھی آراستہ ہوں، ہندی اور انگریزی کی معیاری تعلیم کا نظم ہے، فی الحال پرائمری تک تعلیم جاری ہے، ان شاء اللہ آئندہ ہائی اسکول اور انٹر لیول کی تعلیم کا منصوبہ ہے۔

جمعية اصلاح البيان

یہ شعبہ طلبہ کا وہ اسٹیج ہے جس سے وہ اردو اور عربی میں کتابت وخطابت کے شہسوار بن سکیں گے، اس کے پروگراموں کو تین طرح تقسیم کیا گیا ہے:

بزم خطابت:- طلبہ میں تقریری ذوق وصلاحیت پیدا کرنے کیلئے ہفتہ واری پروگرام کا نظم کیا گیا ہے، جس میں طلبہ متعینہ موضوع پر تمام طلبہ کے سامنے تقریر کرتے ہیں۔

بزم مقالات:۔ طلبہ میں تصنیف وتالیف اور مقالہ نگاری ومضمون نویسی کی مشق کے لیے ہر پندرہ دن کے بعد اس بزم کا انعقاد کیا جاتا ہے، طلبہ کسی خاص متعینہ موضوع پر مقالہ لکھ کر جمعیۃ کے پروگرام میں اس کو پیش کرتے ہیں۔

النادی العربی:۔ عربی میں تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہر ہفتہ جمعرات کو تعلیمی گھنٹوں کے بعد النادی کے جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں طلبہ عربی میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔

مکتبة الاما م ابی الحسن العامة

لائبریری یا کتب خانہ کسی بھی ادارے کی ریڑھ کی ہڈی اور وہ سرچشمہ ہوتا ہے جہاں علمی پیاس بجھائی جاتی ہے اور مطالعہ وتحریر وتحقیق اور تصنیف وتالیف نیز درس وتدریس میں اس سے مراجعت واستفادہ کیا جاتا ہے، اس میں درسی وغیر درسی کئی سو کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں، مزید اضافہ کی کوشش کی جارہی ہے۔

دارالافتاء

مسلمانوں کے ملی اور عائلی مسائل کا حل شریعت مطہرہ کی روشنی میں کرنے کے لیے یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، تاکہ وہ دینی احکام ومسائل سے متعلق سوالات اور استفتاء لکھ بھیجیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں جوابات اور فتوی حاصل کریں۔

دارالقضاء

مسلمانوں کے معاشرتی مسائل کے حل کے لئے ایک شرعی دارالقضاء قائم کیا گیا ہے، جس میں مسلمان اپنے ملی اور عائلی مسائل پیش کرکے شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنے فیصلے حل کراسکتے ہیں۔

دعوت وارشاد

چونکہ مرکز کا اصل قیام ہی کتاب وسنت کی تعلیم وتبلیغ اور لوگوں کو دعوت وارشاد کے فریضہ سے واقف کرانے کے لیے ہوا ہے، اس لیے اس میں دعوت وارشاد کے کام کو کئی طرح سے تقسیم کیا گیا ہے۔

اول:۔ طلبہ کی ۲۴ گھنٹے کی جماعت ہر جمعرات کو علاقے کے کسی بھی گاؤں میں جاتی ہے اور جمعہ کو واپس آتی ہے اور عوام میں دعوت واصلاح کا فریضہ انجام دیتی ہے، تاکہ طلبہ کا خود بھی دعوتی مزاج بنے اور عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچے۔

دوسرے:۔ ماہانہ تبلیغی جماعت کا جوڑ بھی ہوا کرے گا، تاکہ لوگوں کی جماعتیں آئیں اور کچھ نئی جماعتیں بھیجی جائیں اور انکے سامنے دعوت وتبلیغ کے اصول بیان کئے جائیں۔

تیسرے:۔ سال میں تین چار پروگرام عام مسلمانوں کیلئے رکھے جائیں گے، جن میں اکابر علماء میں سے کوئی بھی ایک عالم تقریر کرے گا اور لوگوں کو قرآن وحدیث، سیرت نبوی اور تاریخ اسلامی کی روشنی میں سمجھائے گا اور دینی دعوت پیش کرے گا۔

چوتھے:۔ سال میں تین چار پروگرام برادران وطن اور غیر مسلم بھائیوں کے لیے کئے جائیں گے، جن میں اہم دانشور، مفکرین، اسکالر اور داعی حضرات آکران کو اسلامیات کے موضوع پر خطاب کریں گے اور پیام انسانیت دیں گے، اسلام کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے اس کو باعث رحمت ثابت کریں گے۔

مجلس صحافت اسلامیہ

یہ مجلس اس لیے قائم کی گئی تاکہ اس کے ذریعہ عربی، انگریزی، ہندی اور اردو میں دینی، اسلامی، فکری، دعوتی اور اصلاحی ماہنامے جرائد ومیگزین

کی شکل میں نکالے جائیں، نیز انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلامی دعوت وفکر اور اس کے مشن کو پوری دنیا میں پہنچایا جا سکے، فی الحال اس شعبہ سے ایک مؤقر علمی واصلاحی اور دعوتی ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے اور ہر سال حج کے موقع پر حج سے متعلق ایک کتاب کی اشاعت کر کے حجاج کرام کو مفت تقسیم کی جاتی ہے اور بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے۔

دارالبحوث والنشر

اس شعبہ میں عصری اسلوب میں حالات کے تقاضوں کے مطابق عربی، اردو، ہندی اور انگریزی وغیرہ میں بہت وقیع اور میعاری اسلامی لٹریچر اور دینی رسائل و پمفلٹ تیار کر کے شائع کیے جاتے ہیں، تاکہ تھوڑے وقت میں زیادہ معلومات، پیغام اور دعوت فکر وعمل پیش ہو سکے، علماء حق کی دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری اور ادبی کتابوں کی اشاعت کی جاتی ہے، اس شعبے سے اب تک ۳۸/کتابیں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔

شعبہ مطبخ

یہ شعبہ مرکز کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں مقیم طلبہ وطالبات کے طعام وکھانے کیلئے قائم ہے، جس میں طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد کا کھانا تیار کیا جاتا ہے، جس کیلئے مستقل ایک تجربہ کار باورچی ہے، جو دونوں وقتوں کا کھانا اور ناشتہ تیار کرتا ہے، مطبخ کے تحت ایک گودام ہے، جس میں مطبخ کے لوازمات غلہ، اناج، سبزیاں، دال وغیرہ ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

کارگزاری

مرکز کے تحت چلنے والے جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں طلبہ اور طالبات کی (۲۰۰) دوسو کی تعداد زیر تعلیم ہے، اس وقت ۲۳/افراد پر مشتمل اسٹاف مرکز میں کام کر رہا ہے، اور ۴۹/ لاکھ روپئے کا سالانہ خرچ ہے۔

۱- ساڑھے تین بیگہ آراضی خرید کر اس پر جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ کی دومنزلہ بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے جو ۲۴/کمروں پر مشتمل ہے، جس میں چھ درسگاہیں، ایک دفتر، ایک لائبریری، ایک مہمان خانہ اور ۳/اساتذہ کے کمرے اور ۱۲/کمروں پر مشتمل ایک ہاسٹل تیار کیا ہے، ۴/مزید درسگاہیں بنائی گئی ہیں اور ۷/کمرے مختلف کاموں کے لیے تیار ہو گئے ہیں، اس طرح جامعہ میں کل ۳۵/کمرے تعمیر ہو چکے ہیں، مرکز الامام ابی الحسن للدعوۃ والبحوث الاسلامیہ کی دومنزلہ عمارت تیار ہو چکی ہے، جو ۱۴/کمروں پر مشتمل ہے، ایک شاندار مسجد تعمیر کر دی گئی ہے، پانی کی ٹنکی بنا دی گئی ہے اور چہار دیواری بھی کرا دی گئی ہے، مزید بارہ بیگہ زمین خریدی گئی ہے، جس کی قیمت ابھی تک ادا نہیں کی گئی ہے، نیز امسال پانچ بچوں کا قرآن کریم ختم ہوا، جن کی دستار بندی دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی کے ہاتھوں ہوئی۔

۲-لڑکیوں کے مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے لیے ایک بیگہ آراضی خرید کر اس پر ۱۹/کمروں اور ایک بڑے ہال پر مشتمل دومنزلہ بلڈنگ تعمیر کر دی گئی ہے، جس سے امسال عالمات کا دسواں بیچ فارغ ہوا ہے۔

۳-دارالبحوث والنشر کے تحت اب تک مندرجہ ذیل ۳۸/علمی، اصلاحی اور دعوتی کتابوں کی طباعت ہو چکی ہے۔

(۱) مختصر تجوید القرآن (۲) بچوں کی تمرین التجوید (۳) جیب کی تجوید (۴) ریاض البیان فی تجوید القرآن (۵) رہنمائے سلوک وطریقت (۶) مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا (۷) الامامۃ فی الصلاۃ مسائلہا واحکامہا (۸) حیات عبدالرشید (۹) سیرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ (۱۰) تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ (۱۱) تذکرہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ (۱۲) تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ (۱۳) اسلام میں پردہ کی اہمیت (۱۴) چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (۱۵) مقالات ومشاہدات (۱۶) مکتوبات اکابر (۱۷) چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول (۱۸) افکار دل

(۱۹) تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ (۲۰) مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ (۲۱) سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۲۲) میری والدہ مرحومہ (۲۳) قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (۲۴) لڑکیوں کی اصلاح وتربیت (۲۵) تذکرہ حضرت حافظ عبدالرشید رائے پوری (۲۶) نقوش حیات حضرت مولانا عبدالرحیم متالا (۲۷) ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ (۲۸) تصوف اور اکابر دیوبند (۲۹) امامت کے احکام ومسائل (۳۰) فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات (۳۱) مختصر تذکرہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی (۳۲) عقائد اور ارکان اسلام (۳۳) اللہ ورسول کی محبت (۳۴) ماں باپ اور اولاد کے حقوق (۳۵) Rules of Raising Funds (۳۶) A Short Biography of Prophet Muhammmad (۳۷) Rights of Parents and children (۳۸) Beliefs and Pillars of Islam۔

۴۔ مجلس صحافت اسلامیہ سے ایک دینی، دعوتی، علمی، ادبی، ثقافتی، فکری اور اصلاحی ترجمان ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہوکر مقبول ہو رہا ہے۔

فوری ضرورت

مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل اور ان میں مزید جلا بخشنے وترقی کے لیے جن چیزوں کی فوری ضرورت ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کی مستقل دومنزلہ عمارت کی تکمیل جس میں بیک وقت ۳۰۰ ر طلبہ رہ سکیں۔

☆ جامعہ کی درسگاہوں کے لیے مستقل ایک عمارت

☆ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کی مستقل دومنزلہ عمارت کی تکمیل

☆ لائبریری کی مستقل عمارت اور اس میں کتابوں کی فراہمی

☆ مطبخ کے لوازمات وضروریات۔

مرکز میں تشریف لانے والے علماء کرام

جنھوں نے مرکز کے تعلیمی وتعمیری پروگراموں کو دیکھا، طلبہ وطالبات کا تعلیمی معیار پرکھا اور مرکز کی ضروریات کو محسوس کرکے اپنے مشاہدات وتأثرات تحریر فرمائے۔

☆ مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری
☆ طبیب حاذق حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری
☆ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی
☆ حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
☆ حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم مظاہر علوم سہارنپور
☆ حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صدر جمعیۃ شاہ ولی اللہ پھلت
☆ حضرت مولانا محمد عباس مظاہری ناظم مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور
☆ حضرت مولانا محمد عمر قاسمی سابق نائب مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد
☆ حضرت مولانا قاری عبدالرؤف استاد تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند
☆ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم جامعہ بیت العلوم پپلی مزرعہ
☆ حضرت مولانا محمد فرقان صاحب مدنی مہتمم جامعۃ القرآن بجنور
☆ حضرت مولانا محمد اسلم صاحبؒ سابق ناظم کاشف العلوم چھٹمل پور
☆ حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب ناظم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

☆ حضرت مولانا محمد اختر صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

☆ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب قاسمی ناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

☆ حضرت مولانا ظریف احمد صاحب ندوی دوحہ قطر مہتمم معہد الرشید الاسلامی جگادھری

☆ حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی استاد ادب دارالعلوم دیوبند وایڈیٹر ماہنامہ ''الداعی''

☆ حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند

☆ حضرت مولانا نذر الحفیظ صاحب ازہری ندوی عمید کلیۃ اللغۃ العربیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا محمد اقبال صاحب ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا سید صہیب حسینی ندوی صدر شعبہ تفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا سید محمد سلمان نقوی شعبہ ملحقہ مدارس ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا کفیل احمد ندوی شعبہ ملحقہ مدارس ندوۃ العلماء لکھنؤ

☆ حضرت مولانا محمد اصطفاء الحسن کاندھلوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

گجرات سے تشریف لانے والے

☆ حضرت مولانا محمد منذر صاحب ندوی جامعہ دارالقرآن سرخیز احمد آباد ☆ مولانا وصی اللہ صاحب احمد آباد

☆ جناب عبداللطیف صاحب احمد آباد ☆ جناب حافظ شمس الدین صاحب احمد آباد ☆ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب انوری، احمد آباد

☆ حضرت مولانا مفتی ابراہیم آچھودوی دارالعلوم گودھرا ☆ حضرت مولانا محمد اختر صاحب ندوی دارالعلوم گودھرا

☆ حضرت قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مہتمم جامعۃ القراءات کفلیہ سورت ☆ جناب الحاج حنیف بھائی بھولا انکلیشور

ممبئی سے تشریف لانے والے

☆ حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی ناگ دیوی اسٹریٹ، ممبئی ☆ الحاج ڈاکٹر محمد خالد صاحب باندرہ، ممبئی

☆ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قاسمی شیخ الحدیث دینیات، ممبئی ☆ الحاج عتیق احمد صاحب کرلا ممبئی

☆ الحاج شکیل احمد صاحب کرلا ممبئی ☆ الحاج نذیر احمد صاحب کرلا ممبئی

☆ الحاج امجد علی خان میرا روڈ، ممبئی ☆ الحاج عابد شیخ جمال الدین، ممبئی

بھٹکل سے تشریف لانے والے

☆ حضرت مولانا عبدالباری صاب ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل ☆ حضرت مولانا محمد الیاس ندوی، سکریٹری مولانا ابوالحسن اکیڈمی بھٹکل

☆ حضرت مولانا محمد اقبال صاحب ملا ندوی بھٹکل ☆ حضرت الحاج ماسٹر محمد شفیع صاحب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل

☆ حضرت مولانا نعمت اللہ ندوی استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل ☆ جناب الحاج مظفر کولا صاحب بھٹکل

☆ مولانا عبداللہ ندوی بھٹکل ☆ مولانا فیصل احمد ندوی بھٹکلی ☆ مولانا محمد مستقیم ندوی بھٹکلی

تأثرات اکابر

فدائے ملت حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنیؒ صدر جمعیۃ علماء ہند

’’مرکز احیاءالفکر الاسلامی‘‘ مظفر آباد ضلع سہارنپور (یوپی) اپنے علاقہ کا ایک دینی، تعلیمی مدرسہ ہے، جو مقامی و بیرونی مسلمان بچوں کی دینی، تعلیمی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے، میری اصحاب خیر اور باہمت حضرات سے اپیل ہے کہ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح کا تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ان اللہ لایضیع اجر المحسنین

حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

سابق معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء لکھنؤ و پروفیسر ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ

برادرم نوجوان فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی اپنی تصنیفات کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے تصنیف وتالیف اس وقت سے شروع کردی تھی جب وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم تھے، وہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے مخلص ترین شاگردوں میں سے ہیں، حضرت مولانا کی خدمت میں رہنے کا موقع بھی ان کو ملا ہے، انہوں نے ایک مرکز ’’مرکز احیاءالفکر الاسلامی‘‘ کے نام سے قائم کیا جس کے مقاصد میں دعوت الی اللہ کا کام سلف صالحین کے منہج خاص طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے طریقے پر کرنا ہے، اللہ تعالی کی توفیق سے انہوں نے ایک لڑکوں کا مدرسہ اور ایک لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعہ دینی تعلیم اور عربی زبان اور اسلامی تہذیب وثقافت کو پھیلائیں، اس بات کے پیش نظر کہ مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی اپنے مدارس اور مرکز کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اصحاب خیر کے تعاون کے محتاج ہیں، میں اہل خیر حضرات سے امید کرتا ہوں کہ مولانا موصوف کا تعاون فرمائیں گے، اس لیے کہ وہ امانت دار مخلص آدمی ہیں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کے مقاصد کو پورا فرمائے، مشکلات کو آسان فرمائے اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مرکز احیاءالفکر الاسلامی، مظفر آباد، ضلع سہارنپور میں مجھے حاضری کا موقع ملا، یہ ایک علمی ودعوتی مقصد سے قائم کیا ہوا ادارہ ہے، جس کو عزیز مکرم مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے اپنی علمی ودینی جدوجہد کا مرکز بنایا ہے، یہ انہی کا قائم کردہ ہے اور وہ اس کے ذریعہ فکر اسلامی اور دعوت اسلامی کے مقاصد کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کا جذبۂ عمل اور صحت فکر کو دیکھ کر بڑی توقع ہوتی ہے کہ اس ادارہ سے انشاءاللہ خیر کا بڑا کام انجام پاسکے گا اور چونکہ اس ملک کے صحیح اور مخلصانہ کردار کے ادارے عامۃ المسلمین کے تعاون سے ہی چلتے ہیں، اس لیے اس ادارہ کو بھی یہی راہ اختیار کرنا ہوتی ہے، اس طور پر اس کو اہل خیر حضرات کے تعاون کی بھی ضرورت ہے، میں دعاء گو ہوں کہ یہ ادارہ دین وفکر اسلامی کی خدمت بطریق احسن واکمل انجام دے اور قبول حاصل کرے، آمین

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ برادرم فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاءالفکر الاسلامی قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ وہ دعوت وتبلیغ اور مسلمان لڑکے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

مجھے اس مرکز کی زیارت اوراس کے تعلیمی پروگرام میں شرکت کی اورلڑکیوں کے ادارے جامعہ فاطمۃ الزہراءللبنات کودیکھنے اور طالبات کی تعلیمی سرگرمیوں پر مطلع ہونے کا موقع ملا ہے،اس سلسلہ میں مولانا محمد مسعودعزیزی ندوی جوجدوجہداورکوشش کررہے ہیں،ان کوبھی دیکھنے کا اتفاق ہوا،اس لیے میں ان کوصحیح العقیدہ اورمخلص انسان سمجھتا ہوں اورامید کرتا ہوں کہ وہ اہل خیر حضرات اوررفاہی اداروں کے ذمہ داران کی توجہ وعنایت کے مستحق ہونگے،اس لیے کہ وہ اپنے اس اسلامی پروگرام میں مسلمانوں کے تعاون کے محتاج ہیں،بے شک اللہ تعالی محسنین کے اجرکوضائع نہیں کرتا۔

حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ سابق استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

یہ دور پرآشوب ہے،نئے نئے فتنے سراٹھارہے ہیں،اہل زیغ وضلال کی بن آئی ہے،یہ جدیدترین وسائل سے لیس ہے،اپنے غلط عقیدے اورمنحرفانہ افکارکوپوری طاقت کے ساتھ پھیلارہے ہیں،ان کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ،راسخ العلم اورصحت مندفکر کے حامل علماء کی بہت کمی ہے،اگر ہیں بھی تووہ یاتوگوشہ گیر ہیں یاکوتاہ قلمی کاشکار،ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان اہل قلم اوراہل فکرمیدان عمل میں قدم رکھیں اوراس سیلاب بلاخیز کا مقابلہ کریں اورجوکچھ ان کی حوصلہ مندطبیعتوں اورپرعزم ارادوں سے ہوسکے کوتاہی نہ کریں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے ایک باہمت،حوصلہ مندنوجوان فاضل مولوی مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی سلمہ اللہ تعالی ونفع بہ نے اس کام کا بیڑااٹھایا ہے اوراپنے بزرگوں کے مشورہ اورسرپرستی میں ''مرکزاحیاءالفکرالاسلامی''مظفرآبادسہارنپورکی داغ بیل ڈالی ہے،جن بلندمقاصدکولے کرانھوں نے کام شروع کیا ہے،اللہ تعالی اس میں ان کی غیب سے مددفرمائے اوراہل خیرکوتوفیق دے کہ ان کاہرطرح تعاون کریں،یہ وقت کاتقاضہ بھی ہے اوروقت کاجہادبھی۔''اللهم وفقنالماتحبه وترضاه وهو نعم المولى ونعم النصير''

حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی صدر جمعیۃ شباب اسلام لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ مرکزاحیاءالفکرالاسلامی،مظفرآبادضلع سہارنپورایک دینی،تعلیمی اوردعوتی ادارہ ہے،جس کومولوی مسعودعزیزی ندوی نے قائم کیا ہے،مجھے مرکزکودیکھنے کاموقع ملا ہے،جس کے مقاصد میں اسلامی کتب اوردعوتی پمفلٹ کومختلف زبانوں میں شائع کرنااورمسلمانوں کے درمیان دینی تعلیم کی اشاعت کرنا ہے،مولوی صاحب موصوف نے ایک لڑکوں کامدرسہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اوردوسرالڑکیوں کا مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراءللبنات بھی قائم کیا ہے،وہ اپنے ان کاموں میں مسلمانوں کے تعاون کے مستحق ہیں،تاکہ وہ اپنے تعلیمی اوردعوتی پروگراموں کوپوراکرسکیں،اللہ تعالی موصوف کواسلام اورمسلمانوں کے خیرکے کاموں کی انجام دہی کی توفیق عطافرمائے۔

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مقیم خانقاہ رحیمی رائے پور

مجھے یہ تحریرکرتے ہوئے خوشی ہورہی ہے کہ قصبہ مظفرآباد،ضلع سہارنپورمیں ایک دینی،دعوتی،اصلاحی،فکری وتربیتی اورتعلیمی ادارہ''مرکزاحیاء الفکرالاسلامی''اکابرین کی سرپرستی میں قائم کیا گیا ہے،اس کے بانی عزیزم محترم مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی ہیں،یہ اپنی نوعیت کاایک مثالی ادارہ ہے،جس کے مقاصد بہت ہی جلیل اورعظیم الشان ہیں،اس مرکزکے تحت''جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ''اور''جامعہ فاطمۃ الزہراءللبنات''اور دوسرے کئی دعوتی شعبے چل رہے ہیں،مرکزمیں طلبہ وطالبات کی ایک کثیرتعدادزیرتعلیم ہے،اللہ تعالی مرکزکوقبول فرمائے اوراس کی تعمیروترقی میں چارچاندلگائے،اہل خیرحضرات سے درخواست ہے کہ مرکزکاہرطرح کاتعاون فرمائیں اوراپنے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

حضرت مولانا قاری عبدالرؤف صاحب بلندشہری استاذ دارالعلوم دیو بند

آج مورخہ ۱۴۲۵/۶/۱۲ھ کو جناب حضرت مولانا مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی دامت برکاتہم کی دعوت پر بمعیت جناب قاری محمد ساجد صاحب فیضی، قاری ریڈیو وٹی وی اسٹیشن دہلی اور جناب قاری محمد ارشاد صاحب مدرس تحفیظ القرآن دارالعلوم دیو بند، مسجد رشید موضع مظفرآباد، ضلع سہارنپور کے افتتاح کے سلسلہ میں حاضری کی سعادت ہوئی اور مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں چند گھنٹے قیام کیا، مرکز کی عمارت کا معائنہ کیا اور مرکز ہذا کے طلبہ کی زیارت بھی کی، ماشاء اللہ مرکز کی عمارت بہت عمدہ ہے، جناب مفتی محمد مسعود صاحب زید مجدہم سے مل کران کے اخلاق کریمانہ سے متأثر ہوئے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا، موصوف سے ملاقات کر کے محسوس ہوا کہ عزائم بہت بلند رکھتے ہیں اور ملت اسلامیہ کی خدمت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی نے تدریسی، تصنیفی، اصلاحی اور انتظامی صلاحیتوں سے خوب خوب نوازا ہے، حلم، تدبر، منکسر المزاجی، شگفتہ کلامی، نرم گوئی، جبلی اوصاف ہیں، سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسے حضرات کو ہی تعمیر ملت کے لیے منتخب فرماتے ہیں، موصوف مرکز احیاء الفکرالاسلامی کے مؤسس وبانی اور ناظم ہیں، جس میں سات مدرسین ہیں اور دیگر دو ملازم اعمال مرکز میں مصروف ہیں، طلبہ کی کثیر تعداد داخل ہے، ایسے مرکز کا تعاون ہر غیور مسلمان کا فرض ہے، دعاء ہے کہ اللہ تعالی اس مرکز کے فیض کو عام فرمائے اور باعتبار تمام تر محاسن ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند

آج مورخہ ۱۹/ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۰۵ء بروز شنبہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی اور جامعہ فاطمۃ الزہراء میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، جامعہ فاطمۃ الزہراء میں بچیوں کے مختصر پروگرام میں بھی شرکت کا موقع ملا، ان کی اردو وعربی تقریروں کو سن کر اندازہ ہوا کہ بچیوں کا تعلیمی معیار بہتر ہے، مرکز کو دیکھ کر اور اس کے اساتذہ وطلبہ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی، طلبہ پر تعلیم وتربیت کے آثار نمایاں تھے، اساتذہ نہایت بااخلاق تھے، مرکز اور جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی کے اندر علمی اور دینی صلاحیت کے ساتھ ساتھ انتظامی صلاحیت بھی علی وجہ الاتم موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج مورخہ ۱۵/ستمبر ۲۰۰۵ء مرکز احیاء الفکرالاسلامی اور جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں حاضری ہوئی، پہلی مرتبہ اس علاقہ میں کسی مدرسۃ البنات میں بخاری شریف کے ختم کے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل ہو کر بے پناہ مسرت ہوئی اور ان سب کاموں کے روح رواں مولانا محمد مسعودعزیزی ندوی سلمہ اللہ ورعاہ کی انتھک کوششوں کے لیے دل سے دعائے خیر نکلی، اللہ تعالی آئندہ ان کی عمر میں برکت عطاء کرے اور ان کی مساعی میں بیش از بیش روز افزوں ترقیات نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

چند سال قبل ہمارے علاقے کے موضع مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں عزیزم مولانا مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکرالاسلامی کے نام سے دینی تعلیمات کا سلسلہ شروع کیا تھا، الحمدللہ اس مرکز کے تحت جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے نام سے دو مدرسے دینی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ تعمیر کا سلسلہ بھی الحمدللہ جاری ہے اور مرکز کی متعدد عمارات زیر تعمیر ہیں اور انہی میں بنین اور بنات کی تعلیم بھی جاری ہے، احقر کو مدرسہ میں حاضری کا موقع ملا ہے، دل سے دعا ہے کہ حق تعالی اراکین مدرسہ کو ان کے تمام تعلیمی اور تعمیری پروگراموں میں کامیابی عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

جناب الحاج شیخ خالد البدر مدیر عام جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری

ومولانا محمد عامر ندوی رئیس قسم المشاریع جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری

اما بعد! میں نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کو دیکھا اس کے تحت دو مدرسے چل رہے ہیں، ایک مدرسہ لڑکوں کا جس میں طلبہ قرآن کریم حفظ کرتے ہیں، دوسرا لڑکیوں کا جس میں میں نے ایسی چیز سنی اور ایسی چیز کا مشاہدہ کیا جو اپنے مدارس کے سفر کے دوران نہیں دیکھی اور وہ طالبات کا قرآن کریم کی سورۃ کا اس انداز پر تلاوت کرنا ہے کہ ایک طالبہ قرآن کریم کی آیات تلاوت کرتی ہے دوسری طالبہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کرتی ہے اور تیسری اس کا اردو میں ترجمہ کرتی ہے اور ایک طالبہ عربی میں بے جھجک طلاقت لسانی کے ساتھ تقریر کرتی ہے، اس پر میں فاضلہ بہن مدرسہ کی پرنسپل صاحبہ اور دوسری بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ لڑکیوں کے ساتھ ایسی محنت کر رہی ہیں، اللہ تعالی آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم وقف دیوبند

آج مورخہ ۴؍ ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ کو مکرمی جناب مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ مہتمم مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارن پور کے زیر اہتمام سرگرم جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات اور جامعہ الامام ابی الحسن الندوی الاسلامیہ میں حاضری ہوئی، دونوں درس گاہوں کے حدیث شریف کے اسباق کے افتتاح کے موقع پر احقر نے حدیث، علم حدیث اور اس کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے گفتگو کی۔

ماشاءاللہ دونوں ہی درسگاہوں کی عمارتیں سلیقہ کی ہیں، صفائی ستھرائی کا بھی عمدہ نظام نظر آیا، بنات کی درس گاہ میں عالمیت تک کی تعلیم ہو رہی ہے، جب کہ لڑکوں کی درس گاہ میں عربی پنجم تک کی تعلیم کا نظم ہے، دونوں درسگاہیں جواں سال فاضل عزیز مولانا محمد مسعود عزیزی کے انتظام میں مصروف کار ہیں، حق تعالی دونوں درسگاہوں کو قبولیت عام سے سرفراز کرے اور دنیا وآخرت دونوں جگہ بانیان واساتذہ، محبین وبہی خواہاں کے لئے سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی مہتمم جامعہ سلامیہ بھٹکل

وحضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی جنرل سکریٹری مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل

امابعد! آج مورخہ ۴؍ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴؍ مارچ ۲۰۰۷ء بروز سنیچر مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد سہارنپور یوپی میں بسلسلہ تقسیم انعامات مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل وجلسہ اصلاح معاشرہ کیلئے اپنے مؤقر رفقاء کرام کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، جلسہ ماشاءاللہ بڑا کامیاب رہا، حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی جو ماشاءاللہ بڑے خلیق اور بڑی خوبیوں کے مالک ہیں، اس کے ذمہ دار ہیں، اور انہی کے اشراف میں یہ مرکز بخوبی چل رہا ہے، بچوں اور بچیوں کیلئے الگ نظم پھر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' پرچہ جو ماشاءاللہ معیاری اور سلیقہ سے تسلسل کے ساتھ نکلتا ہے، یہ سب ان کی اور انکے رفقائے کرام کی بہترین کاوشیں اور محنتیں ہیں، طلبہ اور طالبات نے اپنے پروگرام بھی پیش کئے جو یقیناً اساتذہ کرام کی محنت کے بین ثبوت تھے۔

اس جنگل کو ان حضرات نے اپنی جانفشانی سے یقیناً منگل کر دیا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مدرسہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے

اوراس سرزمین کوبقعۂ نور بنادے، یہاں سے دور دورتک اس کی روشنی پھیلے اوراطراف واکناف ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں اس کے آثار نمایاں ہوں،اور ہرطرح کے شروفتن سے محفوظ رکھے،اورمخلصین کی خدمات کوقبول فرمائے۔آمین

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

آج مؤرخہ۱۹رشوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۹راکتوبر ۲۰۰۹ء کومرکز احیاء الفکرالاسلامی مظفرآباد ضلع سہارنپور میں مفتی راشداللہ بجنوری کی معیت میں حاضری ہوئی،اس ادارہ میں دوشعبے ہیں ایک لڑکوں کا شعبہ ہے، جو جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کے نام سے چل رہاہے،اس میں ۷۰رطلبہ زیرتعلیم ہیں،جن کی تعلیم وتربیت کی خدمات ۶راساتذہ کرام انجام دے رہے ہیں،تعلیم درجہ پنجم تک ہوتی ہے، دوسرا شعبہ لڑکیوں کا ہے،جس میں دورۂ حدیث تک تعلیم ہورہی ہے،اس میں ۱۸۰رطالبات تعلیم حاصل کررہی ہیں،ان میں ۸رمعلّمات تعلیم دے رہی ہیں،تقریباً ۲۵۰رطلبہ وطالبات مدرسہ کے مطبخ سے کھانا کھاتے ہیں،یہ اتنابڑانظام محترم مولانا قاری مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی صاحب چلارہے ہیں،یہی ان دونوں مدرسوں کے بانی ومؤسس بھی ہیں،اورتعلیم بھی ماشاءاللہ اچھی طرح ہورہی ہے، یہ مناظروحالات دیکھ کر بہت مسرت وخوشی حاصل ہوئی، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی اس مرکز میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اوراس کا فیض عام فرمائے، اس کواپنے علاقہ میں علم وہدایت کا روشن مینار بنائے،اس میں خیروبرکت عطا فرمائے،اس کی تمام ضروریات کاغیب سےتکفل فرمائےاورمحترم قاری صاحب کی مساعی جمیلہ کوقبول فرمائے۔آمین

حضرت مولانا محمد احمد صاحب مظاہری استاذ جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور

آج مورخہ ۸رذی الحجہ ۱۴۳۰ھ کو بندہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی مقام مظفرآباد ضلع سہارنپور میں حاضر ہوا، یہ حاضری مدرسہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی کے رئیس (ناظم ومہتمم) کے ایماء پر ہوئی،کئی گھنٹے قیام رہا،مرکز کے تمام شعبہ جات کوبنظرغائر دیکھا،مزید معلومات حاصل کیں،مرکز کے تحت چلنے والے اداروں میں اہم ادارہ جامعہ فاطمۃ الزہراءللبنات اور جامعہ الامام ابی الحسن الاسلامیہ بڑے شعبوں کی حیثیت سے چل رہے ہیں،اس کے علاوہ ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈلٹریچرایک اہم شعبہ فاضلین مدارس عربیہ کے لئے کھلاہے،جس میں فاضلین کرام کیلئے انگلش اور عربی کورس مقرر ہے، نیز شعبہ صحافت قائم ہے،جس سے ایک ماہنامہ ''نقوش اسلام'' نکلتا ہے جونہایت کامیاب رسالہ ہے، دیگرشعبہ جات بھی قائم ہیں،مدرسہ کا نظام تعلیم وتربیت عمدہ ہے،اوربھی منصوبے وعزائم ہیں جن کی فکرولگن میں رئیس مکرم جناب مولانا مفتی قاری محمد مسعود صاحب عزیزی ندوی برابر لگے ہوئے ہیں،تھوڑے ہی عرصہ میں اتنابڑاکام کیاہے کہ بنات وبنین ہردوکیلئے عالمیت اورحفظ وقراءت کامکمل انتظام ہے،یہ بڑی خوش کن بات ہے،امید کی جاتی ہے کہ یہ ادارہ بہت جلداورتیز رفتاری کے ساتھ ترقی کرے گا، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی اس ادارہ کے تحت چلنے والے تمام شعبہ جات میں ہرطرح کی ترقی نصیب فرمائےاوراپنے خزانہ غیب سےاس کی ضروریات کاانتظام پیدافرمائے۔

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی
وحضرت مولانا محمد حشیم صاحب عثمانی مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

آج ۲۰رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ بروز پیرمرکز احیاء الفکرالاسلامی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی،محترم مولانا مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی کی خدمات دیکھ کرخوشی اورمسرت ہوئی، اللہ تعالی اس مرکز کی ترقی کے اسباب ووسائل پیدافرمائے اورزیادہ سے زیادہ علم وتعلیم کی نشرواشاعت کی توفیق عطافرمائے،اورقدم قدم پرمددواعانت اورنصرت فرمائے۔آمین

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب آچھودی دارالعلوم گودھرا (گجرات)

حامداً ومصلیاً امابعد! آج بتاریخ ۱۶؍اپریل ۲۰۱۱ء مدرسہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں بمعیت عزیزی مولانا محمد اختر ندوی اور عزیزم مولوی مشتاق احمد اور مولانا محمد اسماعیل کے ساتھ حاضری ہوئی، نظم ونسق دیکھ کر بے انتہاء خوشی ہوئی، دل سے دعا ہے کہ خدا اور زیادہ اچھا کام کرنے کی ہرایک کو ہمت دے، مدرسہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کو اور زیادہ سے زیادہ ہمت دے اور موانع جو درپیش ہوں ان کو دور کرے۔

حضرت مولانا نذرالحفیظ صاحب ازہری ندوی عمید کلیۃ اللغۃ العربیہ استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں عزیز گرامی مولانا مسعود عزیزی ندوی کی معیت میں حاضری ہوئی، اس ادارہ کے متعلق برسوں سے سن رہے تھے، اور مدرسہ کے ترجمان رسالہ ''نقوش اسلام'' میں اس کے متعلق پڑھ بھی رہے تھے، خود عزیزی مسعود صاحب مدرسہ کے قیام اور اس کی علمی وتعلیمی ترقی کے بارے میں بتاتے بھی تھے، دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ یہ قدیم مدرسہ ہے لیکن مولانا نے بتایا کہ اس کے قیام کو صرف دس سال کی مدت ہوئی ہے، یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی، پھر لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ بچیوں کا بھی مدرسہ ہے، اور وہ بھی دارالاقامہ کے ساتھ جو مستقل دردسر ہے، لیکن عزیزی مسعود سلمہ کی سعادت اور ان کی اولوالعزمی کہ وہ یہ سارے کام ہمت کے ساتھ انجام دے رہے ہیں، ساتھ ہی رسالہ بھی پابندی سے شائع کرتے ہیں، کتابیں بھی اس طرح شائع ہوتی ہیں، جیسے مشین سے آٹومیٹک طریقہ سے نکل رہی ہوں، یہ سب بانی کا اخلاص ہے، اس میں بڑا حصہ ان بزرگوں کی خصوصی توجہ کا ہے، جن سے ان کے تعلقات ہیں اور عزیزی سلمہ برابر ان سے رابطہ رکھتے ہیں، ان کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں، اور اس کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں، اساتذہ اور کارکن بھی مولانا کے ہم ذوق ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مدرسہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور حاسدین کے حسد سے حفاظت فرمائے، بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت وقت کا بہت بڑا تقاضہ ہے، اور نازک ذمہ داری بھی، موجودہ حالات میں ہمارے عزیز نے یہ ذمہ داری بھی اپنے سر لی ہے، جو ایک طرح سے جہاد ہے، اور جہاد کا اجر بے شمار ہے، جو حضرات اہل خیر اس مدرسہ کے ساتھ تعاون اور ہمدردی کر رہے ہیں وہ شریک جہاد ہیں، اللہ تعالی قبول فرمائے۔

حضرت مولانا اقبال احمد صاحب ندوی غازی پوری استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

برادر گرامی قدر جناب مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی حفظہ اللہ سے میں ندوۃ العلماء میں ان کی طالب علمی کے وقت سے واقف ہوں، ماشاء اللہ آپ اسی زمانہ سے تحریری اور تقریری ذوق رکھتے ہیں، اور تعلیم کے دوران ہی متعدد کتابوں کے مصنف ہو چکے تھے اور اب تو ماشاء اللہ درجنوں چھوٹی بڑی کتابیں ان کے قلم سے نکل کر علمی، دینی وادبی حلقوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

آج مظفرآباد میں ان کے قائم کردہ ادارہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، مولانا موصوف نے خود چل کر مختلف درجات اور مرکز کے مختلف شعبوں کا معائنہ کرایا اور تفصیلات بتائیں، عربی درجات کے ساتھ انگلش اسپیکنگ کورس کا دوسالہ ڈپلومہ بھی ہے، درجے میں لڑکوں کو انگریزی بولنے کی مشق کرتے ہوئے بھی سنا، ایک ماہنامہ ''نقوش اسلام'' بھی اس ادارہ سے پابندی سے نکلتا ہے، مرکز کی شاندار وسیع اور خوبصورت مسجد بھی دیکھی، درسگاہ اور رہائشی کمرے بھی ماشاء اللہ ضرورت کے مطابق ہیں، لڑکیوں کا الگ مستقل مرکز سے تھوڑے فاصلے پر سامنے ہی ادارہ ہے، غرض یہ سب دیکھ کر کافی مسرت ہوئی اور مولانا موصوف کی خدمات کی قدر وقیمت تو قلب میں پہلے ہی سے تھی، اب اس میں مزید اضافہ ہوگیا، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مولانا کی خدمات اور ان کی علمی ودینی کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کو ان سب کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

جناب الحاج محمد مظفر کولا صاحب بھٹکل ومولانا عبداللہ ندوی بھٹکل

آج بتاریخ ۲۰۱۲/۱۰/۳ء جناب حاجی مظفر کولا صاحب مع اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ ندوی کے ہمراہ مولانا مسعودعزیزی کے مدرسہ تشریف لائے اورایک اسلامک ریسرچ سینٹر کا سنگ بنیاد رکھا اور طائرانہ نظران کے مدرسہ پر ڈالی،الحمدللہ مولانا مسعودعزیزی اپنے دینی مشن میں سرگرم عمل ہیں،اللہ تعالی ان کے تمام نیک مقاصد کو پایہ تکمیل پہنچائے۔آمین

حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی ممبئی خلف الصدق حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحبؒ وڈاکٹر محمد خالد شیخ صاحب باندرا خلیفہ حضرت صوفی عبدالرحمن صاحبؒ

آج بروز ہفتہ بتاریخ ۱۸ر جمادی الثانیہ مطابق ۱۹راپریل ۲۰۱۴ء حضرت مولانا مسعودعزیزی ندوی اطال اللہ عمرہ کی دعوت پر راقم سطور اور رفیق سفر جناب ڈاکٹر خالد شیخ صاحب مقیم باندرا ممبئی کی مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں حاضری ہوئی۔

اس مرکز کی زیرنگرانی دومدرسے ایک طلباء کامدرسہ جامعہ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کے نام سے اور دوسرا مدرسہ طالبات کا جامعہ فاطمۃ الزہراءللبنات کے نام سے چل رہے ہیں،ان دونوں میں ایک معتدبہ تعدادطلبہ وطالبات کی ہے،جن کے قیام وطعام کی مکمل ذمہ داری منجانب مرکز ادا کی جاتی ہے،نیز اسی مرکز کے تحت تحقیق واشاعت کا کام بھی ہوتاہے،اس کیلئے ایک عمارت بھی بنائی گئی ہے،جس کا کام فی الوقت چل رہاہے،اخراجات کی کمی کی وجہ سے کام میں دشواری پیش آرہی ہے،دعا کرتاہوں کہ اللہ تعالی حضرت مولانا مسعودصاحب کی کوششوں کوقبول فرمائے اورسارے مقاصد کو پورے فرمائے اوراصحاب خیر سے بھی درخواست کرتاہوں کہ یہ ادارہ آپ کی توجہات کامکمل مستحق ہے،ہرطرح سے تعاون فرما کرعنداللہ ماجور ہوں۔

حضرت مولانا ظریف احمد قاسمی ندوی دوحہ قطر

بسم اللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

آج ۳رنومبر۲۰۱۴ءکومرکز احیاء الفکرالاسلامی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جوکہ مولانا محمد مسعودعزیزی ندوی کی قیادت وامامت میں اپنے دینی فرائض انجام دے رہاہے،اللہ تعالی اس ادارہ کوعلاقے میں مرکزی ادارہ بنائے،اوراس سے اپنے دین حنیف کا بڑا کام لے،وماتوفیقی الا باللہ

حضرت مولانا سید صہیب حسینی ندوی صدر شعبہ تفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

حامداًومصلیاًومسلماًامابعد!

آج مورخہ ۲۴رفروری ۲۰۱۵ءکومرکز احیاء الفکرالاسلامی مظفرآباد،سہارنپور میں آنے کا موقعہ ملا،جہاں پرشعبہ ملحقہ مدارس ندوۃ العلماء کی طرف سے ۲روزہ تربیتی،فکری اوردعوتی سیمینار منعقد ہوا،جس میں اطراف کے مدارس کے علماء وذمہ داران ودیگر دینی وعلمی شخصیات نے بھی شرکت کی اورمندوبین ومشارکین نے بھرپور استفادہ کیا،اس کے علاوہ ایک اصلاحی عوامی نشست بھی ہوئی جس میں عامۃ المسلمین نے خصوصی طور پرشرکت کی اورعلماء کرام کے مواعظ وتقاریر سے فیض حاصل کیا۔

اس موقع پرمرکز کی عمارتوں کودیکھنے کا اتفاق ہوا،یہاں کانظم وانصرام دیکھ کرمسرت ہوئی اوراندازہ ہوا کہ یہ ادارہ جوعلم وذکراوردعوت وارشاد کا جامع ہے،علاقہ کی دینی وملی ضرورتوں کو پورا کررہاہے۔اللہم زدفزد

حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی رئیس تحریر الداعی واستاد ادب عربی دار العلوم دیوبند

آج بروز چہارشنبہ ۱۸/ جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ مطابق ۸/ اپریل ۲۰۱۵ء کو ضلع سہارنپور کے قصبہ مظفرآباد میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فاضل مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی کے ادارے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے ماتحت حفظ وتجوید کے مدرسہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور بچیوں کے مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں راقم کی آمد ہوئی، مولانا موصوف بہت متحرک آدمی ہیں، انہوں نے اس علاقہ میں دینی جذبہ کے تحت کئی سال پہلے یہ ادارہ قائم کیا تھا، جواب خاصا برگ وبار لا چکا ہے، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک مزید ترقیات سے نوازے اور یہ ادارہ دینی تعلیم وتربیت کا سرچشمہ ثابت ہو۔

حضرت مولانا مجیب اللہ گونڈوی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

آج ۱۴/ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲/ جون ۲۰۱۵ء کو مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے تحت جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات مظفرآباد میں بانی جامعہ جناب مولانا مسعود عزیزی ندوی کی دعوت پر ختم بخاری شریف کے لئے حاضری ہوئی، مدرسہ کی عمارت کی صفائی ستھرائی وغیرہ دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی، ساتھ ہی بچوں کی تعلیم کے لئے جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ میں بھی حاضری ہوئی، مولانا مسعود عزیزی صاحب کی محنت قابل رشک ہے، اللہ تعالی انہیں صحت وعافیت کے ساتھ خدمت کی مزید توفیق ارزانی نصیب فرمائے اور شرور وفتن سے دونوں اداروں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

مخلصانہ اپیل

ملت کے اصحاب خیر دردمند حضرات سے گذارش ہے کہ اکابرین اور بزرگوں کی ان تصدیقات ومشاہدات اور تأثرات وتائیدات کی روشنی میں مرکز کی مذکورہ بالا تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فوری طور پر ایک خطیر رقم کی ضرورت ہے، اس لیے آپ حضرات مرکز اور اس کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات وغیرہ کو اپنے خصوصی وعمومی ہر طرح کے تعاون سے نواز کر مرکز کی تعمیری وترقی اور اسلامی فکر کی نشر واشاعت اور قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ میں حصہ لیں اور دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوں۔

الداعی المخلص: محمد مسعود عزیزی ندوی

ناظم مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور، ۲۴۷۱۲۹- یوپی (الہند)

Mob. 9719831058, 9758530623

Email. masood_azizinadwi@yahoo.co.in. www.mifiin.org

بینک اکاؤنٹ

Markazu Ihyail Fikril Islami A/C No. 30416183580,S.B.I

Monthly Nuqoosh-e-Islam A/C No. 30557882360,S.B.I

Muzaffarabad, Saharanpur (U.P) 247129